# قادیانی مسئلہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# قادیانی مسئلہ

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ترتیب و تدوینِ نو

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

www.KitaboSunnat.com

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مطبوعات ہیومن ویلفیر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) نمبر ۱۳۷۸

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | قادیانی مسئلہ |
| مصنف | : | مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی |
| ترتیب وتدوین نو | : | ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی |
| صفحات | : | ۱۳۲ |
| اشاعت | : | اگست ۲۰۱۵ء |
| تعداد | : | ۱۱۰۰ |
| قیمت | : | -/ ۷۲روپے |
| ناشر | : | مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز |

ڈی ۳۰۷، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

فون: ۲۶۹۸۱۶۵۲، ۲۶۹۸۴۳۴۷ فیکس: ۲۶۹۸۷۸۵۸

E-mail: mmipublishers@gmail.com

Website: www.mmipublishers.net

| | | |
|---|---|---|
| مطبوعہ | : | ایچ ایس آفسٹ پرنٹرز، نئی دہلی-۲ |

*QAADYAANI MASALA (Urdu)*

*by: Sayyid Abul A'la Maudoodi*

**Pages: 132**

**Price: ₹72.00**


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ترتیب

پیش لفظ ........ ۷
قادیانی مسئلہ ........ ۱۳
ختم نبوت کی نئی تفسیر ........ ۱۵
مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت ........ ۱۶
قادیانی ایک علیحدہ امت ........ ۱۷
قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں سے جدا ہے ........ ۱۸
نئے مذہب کے نتائج ........ ۱۹
قادیانیوں کو علیحدہ امت قرار دینے کا مطالبہ ........ ۲۰
مسلمانوں میں شغلِ تکفیر ........ ۲۲
مسلمانوں میں دوسرے فرقے ........ ۲۳
قادیانیوں کی تبلیغ کی حقیقت ........ ۲۴
انگریزی حکومت کی وفاداری ........ ۲۶
قادیانیت کے بنیادی خدوخال ........ ۲۹
تحقیقاتی عدالت میں مولانا مودودیؒ کے بیانات ........ ۳۳
پہلے بیان کے ضروری اقتباسات ........ ۳۵
اصل مسئلہ اور اس کا پس منظر ........ ۳۵
معاشرتی پہلو ........ ۳۶
معاشی پہلو ........ ۳۷

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سیاسی پہلو ........ ۳۸
تلخی پیدا ہونے کے مزید وجوہ ........ ۳۹

دوسرے بیان کے ضروری اقتباسات ........ ۴۲

قادیانیوں سے متعلق مطالبات بہ یک وقت سیاسی بھی ہیں اور مذہبی بھی ........ ۴۲
مسلمانوں اور قادیانیوں کے اختلافات بنیادی ہیں ........ ۴۳
تمام منحرفین کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ضروری نہیں ........ ۴۴
عدالت کے سامنے پیش کردہ قادیانیوں کی بناوٹی پوزیشن ........ ۴۵
قادیانیوں کی جارحانہ روش محض اتفاقی نہیں ہے ........ ۵۲
کفر، تکفیر اور خروج از اسلام ........ ۵۳

تیسرے بیان کے ضروری اقتباسات ........ ۵۶

ختم نبوت مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ........ ۵۶
(الف) عقیدۂ ختم نبوت قرآن سے ثابت ہے ........ ۵۶
(ب) ختم نبوت اور احادیث نبوی ........ ۵۸
(ج) ختم نبوت اور مفسرین کرام ........ ۵۸
(د) ختم نبوت اور اجماع صحابہ ........ ۵۸
(ھ) ختم نبوت اور جمہورِ امت ........ ۶۰
ضمیمہ نمبر ۱- احادیث درباب ختم نبوت ........ ۶۲
ضمیمہ نمبر ۲- خاتم النبیین کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال ........ ۶۸
ضمیمہ نمبر ۳- عقیدۂ ختم نبوت اور مدعی نبوت کی تکفیر کے باب میں علمائے امت کے اقوال ..... ۷۴
ضمیمہ ۴- مرزا غلام احمد صاحب کی تحریک کے مختلف مراحل،
ان میں مرزا صاحب کے مختلف دعوے
اور قادیانی عقیدہ و عمل پر ان دعوؤں کے اثرات ........ ۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




مرزا غلام احمد کی تحریک کے مختلف مراحل کی تاریخی ترتیب ۷۹
ابتدائی عقیدۂ ختم نبوت ۸۲
ابتدائی دعووں کی توجیہات ۸۳
نبوت کے مختلف دعوے ۸۵
۱- امتی نبی ۸۵
۲- غیر صاحبِ شریعت ۸۶
۳- صاحب شریعت ۸۶
۴- ظلّی و بروزی نبی ۸۶
۵- بروزِ محمد ﷺ ۸۶
۶- تمام انبیاء کا مجموعہ ۸۷
۷- نبوت مرزا صاحب پر ختم ۸۷
ختم نبوت کی مختلف تاویلیں ۸۷
پہلی تاویل ۸۷
دوسری تاویل ۸۸
تیسری تاویل ۸۸
چوتھی تاویل ۸۸
وحی کے بارے میں مرزا صاحب کا موقف ۸۹
ابتدائی موقف ۸۹
دوسرا موقف ۹۰
تیسرا موقف ۹۰
مسیح اور نزولِ مسیح کا مسئلہ ۹۱
پہلا موقف ۹۱
دوسرا موقف ۹۲


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قادیانی جماعت کا ایک 'امت' ہونا ........ ۹۳
مرزا صاحب کو نہ ماننے کے نتائج اعتقادی حیثیت سے ........ ۹۴
ابتدائی موقف ........ ۹۴
آخری موقف ........ ۹۵
مرزا صاحب کو نہ ماننے کے نتائج، عملی حیثیت سے ........ ۹۶

**قادیانیت سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ........ ۹۹**

ختم نبوت ........ ۱۰۱
خاتم النبیین کے بعد دعوائے نبوت ........ ۱۰۵
ختم نبوت کے خلاف قادیانیوں کے دلائل ........ ۱۱۱
ختم نبوت کے خلاف قادیانیوں کی ایک اور دلیل ........ ۱۱۶
قادیانیوں کی غلط تاویلات ........ ۱۲۱
کسی کے دعویٰ نبوت کو جانچنے کے غلط پیمانے ........ ۱۲۵
کیا جماعتِ احمدیہ کو مرزائی یا قادیانی کہنا تنابز بالالقاب ہے؟ ........ ۱۲۸
قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا جواز ........ ۱۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

انیسویں صدی عیسوی میں برصغیر ہند میں جن فتنوں نے سر ابھارا اور امت مسلمہ کی اندرونی صفوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی ان میں سے ایک فتنۂ قادیانیت ہے۔ پوری امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی، اس لیے آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ اب تک آیا ہے نہ قیامت تک آئے گا۔ اس کے برخلاف قادیانیت نے ایک نئی نبوت کا تصور پیش کر کے امت کے اس متفقہ عقیدہ پر شب خون مارنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تصور پیش کرنے والے صوبہ پنجاب، ضلع گورداس پور کی بستی 'قادیان' سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد (۱۸۳۹-۱۹۰۸ء) تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی میں پائی۔ طب کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، جو طبیب تھے۔ دینی علوم، تفسیر و حدیث وغیرہ کا مطالعہ خود کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چار سال سیال کوٹ میں محرری کی۔ اس زمانے میں عیسائی مشنریاں اور آریہ سماجی مبلغین اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے اور مسلمان اپنے سیاسی و تہذیبی زوال کی وجہ سے دفاعی پوزیشن میں تھے۔ مرزا صاحب نے دیگر مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کثرت سے کیا، جس کے نتیجے میں انہیں اتنی معلومات حاصل ہوگئیں کہ وہ دیگر مذاہب کے مبلغین سے مناظرے کرنے لگے، جن میں وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کا بھرپور دفاع کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کا ایک مشہور مناظرہ آریہ سماجی لیڈر 'مرلی دھر' کے ساتھ مارچ ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا۔ اس مناظرہ کی تفصیل مرزا صاحب کی کتاب 'سرمۂ چشم آریہ' میں موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مرزا صاحب کی عملی زندگی کو تین مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: پہلا مرحلہ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۹۰ء تک کا ہے۔ اس کا آغاز 'براہینِ احمدیہ' کی تالیف سے ہوتا ہے۔ ۱۸۸۴ء تک اس کے چار اجزا منظرِ عام پر آ چکے تھے۔ اس مرحلہ میں مرزا صاحب نے دیگر مذاہب و فرق کا رد کیا، اسلام کی برتری واضح کی، قرآن کے اعجاز اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا اثبات کیا اور کسی نئی نبوت اور وحی کے آنے کا انکار کیا۔ البتہ اس مرحلہ میں ان کی تحریروں میں الہامات، منامات، خوارق، کشوف اور ادعاءات کی کثرت ملتی ہے۔ ان کی خدمتِ دفاعِ اسلام کی وجہ سے علماء نے ان کی بعض ان کمزوریوں کو نظر انداز کیا، جن کا اظہار ان کی تحریروں میں ہونے لگا تھا۔ دوسرا مرحلہ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۰ء تک کا ہے۔ اس مرحلہ میں انہوں نے 'مسیحِ موعود' اور 'مسیحِ منتظر' ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس دوران شائع ہونے والی اپنی کتابوں، مثلاً فتح اسلام، توضیح مرام، اور ازالہ اوہام وغیرہ میں انہوں نے صراحت سے لکھا ہے کہ ان کے اندر 'مسیح' کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ احادیث میں جس مسیح کی آمد کا تذکرہ ہے وہ انہی کی ذات ہے۔ تیسرا مرحلہ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک کا ہے۔ اس مرحلہ میں انہوں نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اپنے رسالے 'حقیقۃ الوحی' (۱۹۰۱ء) میں لکھا کہ وہ صاحبِ شریعت مستقل نبی ہیں۔ صاحبِ شریعت ہونے کے لیے ضروری نہیں کہ اس کے تمام احکام نئے ہوں۔ دعویٰ نبوت کی متعدد تصریحات مرزا صاحب کی کتاب 'براہین احمدیہ جلد پنجم (۱۹۰۵ء)' اور دیگر تصانیف میں موجود ہیں۔

مرزا غلام احمد کی وفات (۱۹۰۸ء) کے بعد حکیم نور الدین بھیروی (پ ۱۸۴۱ء) خلیفۂ اول بنائے گئے۔ ان کا زمانۂ خلافت چھ سال ہے۔ ۱۹۱۴ء میں ان کی وفات کے بعد قادیانیت دو گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک قادیانی جماعت، جس کی سربراہی مرزا صاحب کے صاحب زادے مرزا بشیر الدین محمود احمد (م ۱۹۶۵ء) نے کی۔ یہ جماعت مرزا غلام احمد کی نبوت کی قائل ہے۔ دوسرے لاہوری جماعت، جس کے سربراہ محمد علی لاہوری (م ۱۹۵۱ء) مقرر ہوئے۔ یہ جماعت مرزا صاحب کو مسیحِ امت، مسیح موعود، مجددِ اسلام، اور مہدیِ منتظر مانتی ہے، نبی نہیں مانتی۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی جانب نبوت کے جو دعاوی منسوب ہیں وہ تعبیرات و مجازات کے قبیل سے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ختم نبوت امت کا متفقہ عقیدہ ہے، اس لیے فتنۂ قادیانیت کے سر ابھارتے ہی علماء کرام نے اس کا نوٹس لیا اور ابتدا ہی میں اس کی سرکوبی کی کوشش کی۔ چناں چہ اپریل ۱۹۱۸ میں ایک استفتاء پر ہندوستان کے تمام قابلِ ذکر دینی مراکز اور اداروں کے علماء نے قادیانیوں کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ فروری ۱۹۳۵ء میں بہاول پور کی عدالت نے قادیانیت کو کفر اور خارج از اسلام فرقہ قرار دیتے ہوئے ایک نکاح کو فسخ کر دیا، جس میں شوہر قادیانی ہو گیا تھا۔ جنوری ۱۹۵۳ء میں پاکستان کی تمام دینی جماعتوں اور تنظیموں کے ۳۳ سربراہان نے کراچی میں جمع ہو کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ حکومت نے اس وقت علماء کا یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا اور ان پر مظالم ڈھائے۔ اسی دوران مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودی (م ۱۹۷۹ء) کو پھانسی کی سزا دینے کا فیصلہ کیا، جسے بعد میں چودہ سال قید بامشقت میں تبدیل کر دیا گیا۔ اپریل ۱۹۷۴ء میں رابطۂ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ کے تحت منعقدہ ایک کانفرنس میں پوری دنیا کی ۱۴۴ دینی تنظیموں اور جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے اور اس میں قادیانیوں کی تکفیر کی متفقہ قرارداد منظور کی۔ بالآخر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان اسمبلی نے اپنے متفقہ فیصلے میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

قادیانیت کے علمی رد کے سلسلے میں بھی علمائے اسلام نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔ چناں چہ اس موضوع پر بہت وسیع لٹریچر اردو زبان میں موجود ہے اور ان میں سے بعض کا دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ یہ تمام کتابیں برابر شائع ہو رہی ہیں اور انٹرنیٹ پر بھی دست یاب ہیں، لیکن تشویش کی بات ہے کہ قادیانیت کا فتنہ مسلسل برگ و بار لا رہا ہے، دنیا کے بیش تر ممالک میں ان کے مراکز قائم ہیں اور اسلام دشمن طاقتوں اور حکومتوں کی انہیں پشت پناہی حاصل ہے۔

۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں تمام دینی جماعتوں، تنظیموں اور سرکردہ علماء کے اشتراک سے بڑے پیمانے پر اور منظم طریقے سے ختم نبوت کی تحریک چلی اور قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا پرزور مطالبہ کیا گیا تو اس زمانے میں مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے عوام و خواص کو اصل مسئلے سے آگاہ کرنے کے لیے علمی اور تحقیقی انداز میں ایک کتابچہ 'قادیانی مسئلہ' کے نام سے تالیف کیا تھا۔ اس کی بڑے پیمانے پر اشاعت ہوئی اور وہ لاکھوں افراد تک پہنچا۔ اس کی بنیاد پر حکومت نے مولانا کو گرفتار کر لیا اور مارشل لا کے ضابطہ نمبر ۸ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تعزیرات کی دفعہ ۱۵۳ (الف) کے تحت مقدمہ چلا کر موت کی سزا سنادی۔ لطف کی بات یہ تھی کہ حکومت نے اس رسالے کی اشاعت پر کوئی پابندی عائد نہیں کی اور وہ برابر شائع ہوتا رہا۔ سزائے موت کے خلاف شدید عوامی ردعمل ہوا اور عرب حکومتوں نے بھی احتجاج کیا۔ بالآخر اندرونی اور بیرونی دباؤ کی تاب نہ لاکر حکومت نے سزائے موت منسوخ کردی اور اسے عمر قید سے بدل دیا، پھر ۱۹۵۵ء میں مولانا کو رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد مولانا نے متعدد مواقع پر تحقیقاتی عدالت میں مفصل بیانات دیے، جن میں قادیانیت کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا اور حکومتی اقدامات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔

اس کتابچہ 'قادیانی مسئلہ' کے، پاکستان میں اب تک دو درجن ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے اسے مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ اور شیخ خضر حسینؒ کے مضامین کے ساتھ 'قادیانیت' کے نام سے ایک مجموعہ کی شکل میں بڑے پیمانے پر شائع اور عام کیا۔ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز سے بھی اس مجموعۂ مضامین کی برابر اشاعت ہو رہی ہے۔ پاکستان میں پہلے اس کی اشاعت ایک مختصر کتابچہ (۳۷ صفحات) کی شکل میں ہوئی تھی۔ بعد میں اس میں تحقیقاتی عدالت میں مولانا مودودیؒ کے بیانات کے ضروری اقتباسات شامل کر دیے گئے تو اس کی ضخامت ۱۰۴ صفحات ہوگئی۔ ایک دوسرا ایڈیشن 'قادیانی مسئلہ اور اس کے سیاسی، دینی اور تمدنی پہلو' کے نام سے نکالا گیا، جس میں اصل کتابچہ (قادیانی مسئلہ) کے ساتھ تحقیقاتی عدالت میں مولانا کے بیانات کے زیادہ مفصل اقتباسات شامل کیے گئے، جس کی بنا پر کتاب کی ضخامت ۳۸۴ صفحات ہوگئی۔ وہاں یہ دونوں کتابیں برابر شائع ہو رہی ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں کتابیں گزشتہ صدی کی پانچویں دہائی کا پس منظر رکھتی ہیں، جب قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی پرزور تحریک شروع ہوئی تھی۔ چناں چہ ان تحریروں میں بھی اس مطالبہ کی تکرار موجود ہے اور ان حالات کا بھی باریکی سے تذکرہ اور تجزیہ کیا گیا ہے، جن میں پاکستان کی حکومت کے متعدد اعلیٰ مناصب پر بعض قادیانی فائز تھے اور انہیں حکومتی سرپرستی حاصل ہونے کے برے اور خطرناک اثرات سماج پر پڑ رہے تھے۔ بعد میں حالات بدل گئے اور بالآخر ۱۹۷۴ میں پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قرار دے دیا۔

ادھر کچھ عرصے سے ہندوستان کے بعض علاقوں میں قادیانیت جڑ پکڑ رہی ہے اور اپنے پر پُرزے نکال رہی ہے۔ اس صورتِ حال میں مناسب معلوم ہوا کہ مولانا مودودیؒ کے اس کتابچہ کے ساتھ ردِّ قادیانیت میں لکھی گئی ان کی دیگر مؤثر تحریروں کو شامل کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے، تاکہ بھولے بھالے عوام کو اس فتنے کا شکار ہونے سے بچایا جاسکے۔ اس کی ترتیبِ نو درج ذیل انداز سے کی گئی ہے:

۱- قادیانی مسئلہ-مکمل کتابچہ

۲- تحقیقاتی عدالت میں مولانا مودودیؒ کے بیانات کے ضروری اقتباسات۔

ان دونوں حصوں میں معمولی تدوین کی گئی ہے۔ چناں چہ وہ تحریریں حذف کر دی گئی ہیں جو وقتی پس منظر رکھتی تھیں۔ اگرچہ وہ تاریخی اہمیت کی حامل تھیں، لیکن اصل مسئلہ قادیانیت سے اب ان کا تعلق باقی نہیں رہ گیا تھا۔

۳- مولانا مودودیؒ کی کتاب 'رسائل و مسائل' میں قادیانیت سے متعلق کچھ قیمتی مواد تھا۔ اسے بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

اس طرح 'قادیانی مسئلہ' کی پیش کش ترتیب و تدوینِ نو کے بعد زیادہ جامع اور مفید ہوگئی ہے۔ اس سے ان شاء اللہ قادیانیت کے خدوخال کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی۔

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز سے مولانا مودودیؒ کی ایک کتاب 'ختم نبوت' کے نام سے علیٰحدہ سے شائع ہو رہی ہے۔ اس کتاب کے ساتھ اس کا بھی مطالعہ کر لینا مفید ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کا فائدہ عام کرے اور مولانا مودودیؒ مرحوم کو اس کے اجر سے نوازے۔ انه نعم المولٰی و نعم المجیب

۵ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ
۲۳ جون ۲۰۱۵ء

محمد رضی الاسلام ندوی
سکریٹری تصنیفی اکیڈمی، جماعت اسلامی ہند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# قادیانی مسئلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# قادیانی مسئلہ

## ختم نبوّت کی نئی تفسیر

واقعہ یہ ہے کہ قادیانیوں کا مسلمانوں سے الگ ایک امت ہونا اس پوزیشن کا ایک لازمی منطقی نتیجہ ہے جو انہوں نے خود اختیار کی ہے۔ وہ اسباب ان کے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں جو انہیں مسلمانوں سے کاٹ کر ایک جداگانہ ملت بنا دیتے ہیں۔

پہلی چیز جو انہیں مسلمانوں سے جدا کرتی ہے وہ ختم نبوت کی نئی تفسیر ہے جو انہوں نے مسلمانوں کی متفق علیہ تفسیر سے ہٹ کر اختیار کی۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام مسلمان بالاتفاق یہ مانتے رہے ہیں اور آج بھی یہی مانتے ہیں کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد اب کوئی نبی مبعوث ہونے والا نہیں ہے۔ ختم نبوت کے متعلق قرآن مجید کی تصریح کا یہی مطلب صحابۂ کرام نے سمجھا تھا اور اسی لیے انہوں نے ہر اس شخص کے خلاف جنگ کی جس نے حضورؐ کے بعد دعوائے نبوت کیا۔ پھر یہی مطلب بعد کے ہر دور میں تمام مسلمان سمجھتے رہے، جس کی بنا پر مسلمانوں نے اپنے درمیان بھی کسی ایسے شخص کو برداشت نہیں کیا، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ لیکن قادیانی حضرات نے تاریخ میں پہلی مرتبہ 'خاتم النّبیین' کی یہ نرالی تفسیر کی کہ نبی اکرم ﷺ 'نبیوں کی مہر' ہیں اور اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ حضور اکرمؐ کے بعد اب جو بھی نبی آئے گا اس کی نبوت آپ کی مہرِ تصدیق لگ کر مصدقہ ہوگی۔

اس کے ثبوت میں قادیانی لٹریچر کی بہ کثرت عبارتوں کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، مگر ہم صرف تین حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''خاتم النّبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آں حضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔''

(ملفوظاتِ احمدیہ، مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی، حصہ پنجم، ص ۲۹۰)

''ہمیں اس سے انکار نہیں کہ رسولِ اکرمؐ خاتم النّبیین ہیں، مگر ختم کے معنی وہ نہیں جو 'احسان' کا سوادِ اعظم سمجھتا ہے اور جو رسول کریمؐ کی شانِ اعلیٰ وارفع کے سراسر خلاف ہے کہ آپؐ نے نبوت کی نعمتِ عظمیٰ سے اپنی امت کو محروم کر دیا، بلکہ یہ ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ اب وہی نبی ہوگا جس کی آپ تصدیق کریں گے۔ ......انہی معنوں میں ہم رسول کریم کو خاتم النّبیین سمجھتے ہیں۔''

(الفضل، قادیان، مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۲۲ء)

تفسیر کا یہ اختلاف صرف ایک لفظ کی تاویل و تفسیر تک ہی محدود نہ رہا، بلکہ قادیانیوں نے آگے بڑھ کر صاف صاف اعلان کر دیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد ایک نہیں ہزاروں نبی آسکتے ہیں۔ یہ بات بھی ان کے اپنے واضح بیانات سے ثابت ہے، جن میں سے صرف چند کو ہم نقل کرتے ہیں:

''یہ بات بالکل روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ آں حضرتؐ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔''

(حقیقۃ النّبوۃ، مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان، ص ۲۲۸)

''انہوں نے (یعنی مسلمانوں نے) یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے...ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، ورنہ ایک نبی کیا، میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔''

(انوارِ خلافت، مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، ص ۶۲)

''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آں حضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔'' (انوارِ خلافت، ص ۶۵)

## مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت

اس طرح نبوت کا دروازہ کھول کر مرزا غلام احمد صاحب نے خود اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



قادیانی گروہ نے ان کو حقیقی معنوں میں نبی تسلیم کیا۔ اس کے ثبوت میں قادیانی حضرات کی بے شمار مستند تحریرات میں سے چند یہ ہیں:

''اور مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد صاحب) نے بھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت و نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے، جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (دیکھو بدر، ۵/ مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (دیکھو خط حضرت مسیح موعود بہ طرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳/ مئی ۱۹۰۸ کو لکھا اور آپ کے یوم وصال ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ کو اخبار عام میں شائع ہوا۔''

(کلمۃ الفصل، صاحب زادہ بشیر احمد قادیانی، ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳، جلد ۱۴، ص ۱۱۰)

''پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (یعنی مرزا غلام احمد صاحب) ہرگز مجازی نبی نہیں، بلکہ حقیقی نبی ہیں۔''

(حقیقۃ النبوت، مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان، صفحہ ۱۷۴)

## قادیانی ایک علیحدہ امت

نبوت کے دعویٰ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص بھی اس نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر قرار دیا جائے۔ چناں چہ قادیانیوں نے یہی کیا۔ وہ ان تمام مسلمانوں کو اپنی تحریر و تقریر میں اعلانیہ کافر قرار دیتے ہیں، جو مرزا غلام احمد صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ اس کے ثبوت میں ان کی چند صریح عبارتیں یہ ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت، مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان، ص ۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل، صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی، ریویو آف ریلیجنز، ص ۱۱۰)

''ہم چوں کہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لیے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے، غیر احمدی کافر ہیں۔''

(بیان مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بہ اجلاس سب جج عدالت گورداس پور، مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۶-۲۹ر جون ۱۹۲۲)

## قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں سے جدا ہے

وہ صرف یہی نہیں کہتے کہ مسلمانوں سے ان کا اختلاف محض مرزا صاحب کی نبوت کے معاملے میں ہے، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا، ہمارا اسلام، ہمارا قرآن، ہماری نماز، ہمارا روزہ، غرض ہماری ہر چیز مسلمانوں سے الگ ہے۔ ۲۱ر اگست ۱۹۱۷ء کے الفضل میں خلیفہ صاحب کی ایک تقریر 'طلباء کو نصائح' کے عنوان سے شائع ہوئی تھی، جس میں انہوں نے اپنی جماعت کے طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان کیا اختلاف ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں:

''ورنہ حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔''

۳۰ر جولائی ۱۹۳۱ء کے الفضل میں خلیفہ صاحب کی ایک اور تقریر شائع ہوئی ہے، جس میں وہ اس بحث کا ذکر کرتے ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی میں اس مسئلے پر چھڑ گئی تھی کہ احمدیوں کو اپنا ایک مستقل مدرسہ دینیات قائم کرنا چاہیے یا نہیں۔ اس وقت ایک گروہ کی رائے یہ تھی کہ نہیں کرنا چاہیے اور ان کی دلیل یہ تھی کہ ''ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں چند مسائل کا اختلاف ہے۔ ان مسائل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حل کر دیا ہے اور ان کے دلائل بتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیے ہیں۔ باقی باتیں دوسرے مدرسوں سے سیکھی جا سکتی ہیں۔'' دوسرا گروہ اس کے برعکس رائے رکھتا تھا۔ اس دوران میں مرزا غلام احمد صاحب آ گئے اور انہوں نے یہ ماجرا سن کر اپنا فیصلہ دیا۔ اس فیصلے کو خلیفہ صاحب ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریمؐ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے ہمیں اختلاف ہے۔''

## نئے مذہب کے نتائج

اس ہمہ گیر اختلاف کو اس کے آخری منطقی نتائج تک بھی قادیانیوں نے خود ہی پہنچا دیا اور مسلمانوں سے تمام تعلقات منقطع کر کے ایک الگ امت کی حیثیت سے اپنی اجتماعی تنظیم کر لی۔ اس کی شہادت قادیانیوں کی اپنی تحریرات سے ہمیں یہ ملتی ہے:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔'' (انوار خلافت، مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان، ص۸۹)

''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔'' (انوار خلافت، ص۹۰)

''اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے، وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟..... غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا، اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔'' (انوار خلافت، ص ۹۳)

''حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے، جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا، لیکن آپ نے اس کو یہی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی، باوجود یہ کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔" (انوارِ خلافت، ص۹۳-۹۴)

"حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر سکتے ہیں؟ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی دوسری دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں: نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔" (کلمۃ الفصل، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، ص۱۶۹)

## قادیانیوں کو علیٰحدہ امت قرار دینے کا مطالبہ

یہ قطعِ تعلق صرف تحریر و تقریر ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ پاکستان کے لاکھوں آدمی اس بات کے شاہد ہیں کہ قادیانی عملاً بھی مسلمانوں سے کٹ کر ایک الگ امت بن چکے ہیں۔ نہ وہ ان کے ساتھ نماز کے شریک، نہ جنازے کے، نہ شادی بیاہ کے۔ اب اس کے بعد آخر کون سی معقول وجہ رہ جاتی ہے کہ ان کو اور مسلمانوں کو زبردستی ایک امت میں باندھ رکھا جائے؟ جو علیٰحدگی نظریے اور عمل میں فی الواقع رونما ہو چکی ہے اور پچاس برس سے قائم ہے، آخر اب اسے آئینی طور پر کیوں نہ تسلیم کر لیا جائے؟

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی تحریک نے ختم نبوت کی ان حکمتوں اور مصلحتوں کو اب تجربے سے ثابت کر دیا ہے جنہیں پہلے محض نظری حیثیت سے سمجھنا لوگوں کے لیے مشکل تھا۔ پہلے ایک شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ سوال کر سکتا تھا کہ آخر کیوں محمد عربی ﷺ کی نبوت کے بعد دنیا سے ہمیشہ کے لیے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ لیکن اب اس قادیانی تجربے نے عملاً یہ ثابت کر دیا کہ امت مسلمہ کی وحدت اور استحکام کے لیے ایک نبی کی متابعت پر تمام کلمہ گویانِ توحید کو مجتمع کر دینا اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت ہے اور نئی نئی نبوتوں کے دعوے کس طرح ایک امت کو پھاڑ کر اس کے اندر مزید امتیں بنانے اور اس کے اجزا کو پارہ پارہ کر دینے کے موجب ہوتے ہیں۔ اب اگر یہ تجربہ ہماری آنکھیں کھول دے اور اس نئی امت کو مسلمانوں سے کاٹ کر الگ کر دیں تو پھر کسی کو نبوت کا دعویٰ لے کر اٹھنے اور امت مسلمہ کے اندر پھر سے قطع و برید کا سلسلہ شروع کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔ ورنہ ہمارے اس قطع و برید کو برداشت کر لینے کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم ایسے ہی دوسرے بہت سے حوصلہ مندوں کی ہمت افزائی کر رہے ہیں۔ ہمارا آج کا تحمل کل دوسروں کے لیے نظیر بن جائے گا اور معاملہ ایک قطع و برید پر ختم نہ ہوگا، بلکہ آئے دن ہمارے معاشرے کو نئی نئی پراگندگیوں کے خطرے سے دوچار ہونا پڑے گا۔

یہ ہے وہ اصل دلیل جس کی بنا پر ہم قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس دلیل کا کوئی معقول جواب کسی کے پاس نہیں ہے، مگر سامنے سے مقابلہ کرنے کے بجائے چند دوسرے سوالات چھیڑے جاتے ہیں جو براہِ راست نفس معاملہ سے متعلق نہیں ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں اس سے پہلے بھی مختلف گروہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ اگر اسی طرح ایک کی تکفیر پر دوسرے کو امت سے کاٹ دینے کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو سرے سے کوئی امت مسلمہ باقی ہی نہ رہے گی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں قادیانیوں کے علاوہ چند اور گروہ بھی ایسے موجود ہیں جو نہ صرف بنیادی عقائد میں سوادِ اعظم سے گہرا اختلاف رکھتے ہیں، بلکہ عملاً انہوں نے اپنی اجتماعی شیرازہ بندی مسلمانوں سے الگ کر رکھی ہے اور قادیانیوں کی طرح وہ بھی سارے مذہبی و معاشرتی تعلقات مسلمانوں سے منقطع کیے ہوئے ہیں۔ پھر کیا ان سب کو بھی امت سے کاٹ پھینکا جائے گا؟ یا یہ معاملہ کسی خاص ضد کی وجہ سے صرف قادیانیوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے؟ آخر قادیانیوں کا وہ خاص قصور کیا ہے، جس کی بنا پر اس طرح کے دوسرے گروہوں کو چھوڑ کر خصوصیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے ساتھ ان ہی کو الگ کرنے کے لیے اتنا اصرار کیا جاتا ہے۔

بعض لوگوں کے ذہن پر یہ خیال بھی مسلط ہے کہ قادیانی حضرات ابتدا سے عیسائیوں، آریہ سماجیوں اور دوسرے حملہ آوروں کے مقابلے میں اسلام کی مدافعت کرتے رہے ہیں اور دنیا بھر میں وہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ یہ سلوک زیبا نہیں ہے۔

## مسلمانوں میں شغلِ تکفیر

اب ہم اوپر کے سوالات میں سے ایک ایک کو لے کر سلسلہ وار ان کا جواب دیتے ہیں۔ بلاشبہ مسلمانوں میں یہ ایک بیماری پائی جاتی ہے کہ ان کے مختلف گروہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہے ہیں اور اب بھی بعض گروہوں کا یہ شغلِ نامبارک جاری ہے۔ لیکن اس کو حجت بنا کر قادیانی گروہ کو امت مسلمہ میں شامل رکھنا کئی وجوہ سے غلط ہے:

اولاً: اس شغلِ تکفیر کی بعض غلط اور بری مثالوں کو پیش کر کے یہ کلی حکم نہیں لگایا جا سکتا کہ تکفیر ہمیشہ غلط ہی ہوتی ہے اور سرے سے کسی بات پر کسی کی تکفیر ہونی ہی نہ چاہیے۔ فروعات کے ذرا ذرا سے اختلافات پر تکفیر کر دینا اگر ایک غلط حرکت ہے تو اسی طرح دین کی بنیادی حقیقتوں سے کھلے کھلے انحراف پر تکفیر نہ کرنا بھی سخت غلطی ہے۔ جو لوگ بعض علماء کی بے جا تکفیر بازی سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ ہر قسم کی تکفیر سرے سے ہی بے جا ہے ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ہر شخص ہر حال میں مسلمان ہی رہتا ہے، خواہ وہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے یا نبوت کا مدعی ہو یا اسلام کے بنیادی عقائد سے صریحاً منحرف ہو جائے؟

ثانیاً: مسلمانوں کے جن گروہوں کی باہمی تکفیر بازی کو آج حجت بنایا جا رہا ہے ان کے سر برآوردہ علما ابھی ابھی کراچی میں سب کے سامنے جمع ہوئے تھے اور انہوں نے بالاتفاق اسلامی حکومت کے اصول مرتب کیے تھے۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے کو مسلمان سمجھتے ہوئے ہی یہ کام کیا۔ اس سے بڑھ کر اس بات کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے کے بعض عقائد کو کافرانہ عقائد کہنے اور سمجھنے کے باوجود وہ ایک دوسرے کو خارج از دائرۂ اسلام نہ کہتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں، لہٰذا یہ اندیشہ بالکل فرضی ہے کہ قادیانیوں کو الگ کرنے کے بعد مختلف گروہوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امت سے کاٹ پھینکنے کا ایک سلسلہ چل پڑے گا۔

ثالثاً: قادیانیوں کی تکفیر کا معاملہ دوسرے گروہوں کی باہمی تکفیر بازی سے بالکل مختلف نوعیت رکھتا ہے۔ قادیانی ایک نئی نبوت لے کر اٹھے ہیں، جو لازماً ان تمام لوگوں کو ایک امت بناتی ہے جو اس نبوت پر ایمان لے آئیں اور ان تمام لوگوں کو کافر بنا دیتی ہے جو اس پر ایمان نہ لائیں۔ اس بنا پر قادیانی تمام مسلمانوں کی تکفیر پر متفق ہیں اور تمام مسلمان ان کی تکفیر پر متفق۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک بہت بڑا بنیادی اختلاف ہے، جس کو مسلمانوں کے باہمی فروعی اختلافات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

## مسلمانوں میں دوسرے فرقے

بلا شبہ مسلمانوں میں قادیانیوں کے علاوہ بعض اور گروہ بھی ایسے موجود ہیں جو اسلام کی بنیادی حقیقتوں میں مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں اور مذہبی و معاشرتی تعلقات منقطع کر کے اپنی جداگانہ تنظیم کر چکے ہیں۔ لیکن چند وجوہ ایسے ہیں، جن کی بنا پر ان کا معاملہ قادیانیوں سے بالکل مختلف ہے۔

وہ مسلمانوں سے کٹ کر بس الگ تھلگ ہو بیٹھے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے چند چھوٹی چھوٹی چٹانیں ہوں، جو سرحد پر پڑی ہوئی ہوں، اس لیے ان کے وجود پر صبر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن قادیانی مسلمانوں کے اندر مسلمان بن کر گھستے ہیں، اسلام کے نام سے اپنے مسلک کی اشاعت کرتے ہیں، مناظرہ بازی اور جارحانہ تبلیغ کرتے پھرتے ہیں اور مسلم معاشرے کے اجزاء کو توڑ توڑ کر اپنے جداگانہ معاشرے میں شامل کرنے کی مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی بدولت مسلم معاشرے میں اختلال و انتشار کا ایک مستقل فتنہ برپا ہے، جس کی وجہ سے ان کے معاملے میں ہمارے لیے وہ صبر ممکن نہیں ہے جو دوسرے گروہوں کے معاملے میں کیا جا سکتا ہے۔

ان گروہوں کا مسئلہ ہمارے لیے صرف ایک دینیاتی مسئلہ ہے کہ آیا اپنے مخصوص عقائد کی بنا پر وہ اسلام کے پیرو سمجھے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر بالفرض وہ اسلام کے پیرو نہ بھی مانے جائیں تو جس جمود کی حالت میں وہ ہیں اس کی وجہ سے ان کا مسلمانوں میں شامل رہنا ہمارے لیے نہ خطرۂ ایمان ہے اور نہ کوئی معاشرتی، معاشی یا سیاسی مسئلہ ہی پیدا کرتا ہے۔ لیکن مسلمانوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قادیانی مسلک کی مسلسل تبلیغ ایک طرف لاکھوں ناواقفِ دین مسلمانوں کے لیے ایمان کا خطرہ بنی ہوئی ہے اور دوسری طرف جس خاندان میں بھی ان کی یہ تبلیغ کارگر ہو جاتی ہے، وہاں فوراً ایک معاشرتی مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہیں شوہر اور بیوی میں جدائی پڑ رہی ہے، کہیں باپ اور بیٹے ایک دوسرے سے کٹ رہے ہیں اور کہیں بھائی اور بھائی کے درمیان شادی وغم کی شرکت تک کے تعلقات منقطع ہو رہے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ قادیانیوں کی جتھہ بندی سرکاری دفتروں میں، تجارت میں، صنعت میں، زراعت میں، غرض زندگی کے ہر میدان میں مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہے، جس سے معاشرتی مسئلے کے علاوہ اور دوسرے مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں۔

## قادیانیوں کی تبلیغ کی حقیقت

آخری جواب طلب بات یہ رہ جاتی ہے کہ قادیانی حضرات اسلام کی مدافعت اور تبلیغ کرتے رہے ہیں، اس لیے ان سے ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔

یہ درحقیقت ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے، جس میں بالعموم ہمارے نئے تعلیم یافتہ لوگ بری طرح مبتلا ہیں۔ اس لیے ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ ذرا آنکھیں کھول کر مرزا صاحب قادیانی کی حسبِ ذیل عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ یہ عبارتیں اس مذہب کے بانی کی نیت اور مقاصد کو خود ہی بڑی خوبی کے ساتھ بیان کر رہی ہیں۔

'تریاق القلوب' (مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۲۸ر اکتوبر ۱۹۰۲ء) ضمیمہ نمبر ۳، بعنوان 'حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست' میں مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں:

"بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں، جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے، جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بے ہودہ خیالات سے، جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے، دست بردار ہو جائیں اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم از کم یہ ان کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں۔" (صفحہ ۳۰۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آگے چل کر پھر اسی عاجزانہ درخواست میں لکھتے ہیں:

"اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے، جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک، جو بیس برس کا زمانہ ہے، ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے، بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جب کہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو کہ ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے، نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور مؤلفین نے ہمارے نبی اکرمؐ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کیے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زنا کار تھا، اور صدہا پرچوں میں شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور باایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر، جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے، تا کہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بہ مقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی، چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں بالمقابل سختی تھی، کیوں کہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا۔" (ص ۳۰۸،۳۰۹)

**پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:**

"سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں، کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجے پر بنا دیا ہے: اول والد مرحوم کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، سوم خدا تعالیٰ کے الہام نے۔" (ص ۳۰۹-۳۱۰)

## انگریزی حکومت کی وفاداری

'شہادۃ القرآن' مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ طبع ششم کے ساتھ ایک ضمیمہ ہے، جس کا عنوان ہے 'گورنمنٹ کی توجہ کے لائق'۔ اس میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"سو میرا مذہب، جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں: ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سائے میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ (ص ۳)

'تبلیغ رسالت' جلد ہفتم مطبوعہ فاروق پریس قادیان (اگست ۱۹۲۲ء) میں مرزا صاحب کی ایک درخواست بہ حضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ درج ہے، جس میں وہ پہلے اپنے خاندان کی وفاداریوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ چٹھیاں نقل کرتے ہیں جو ان کے والد مرزا غلام مرتضیٰ خان کو کمشنر لاہور فینانشل کمشنر پنجاب اور دوسرے انگریز افسروں نے ان کی وفادارانہ خدمات کے اعتراف میں عطا کی تھیں۔ نیز ان خدمات کو گنایا ہے جو ان کے خاندان کے دوسرے بزرگوں نے انجام دیں۔ پھر لکھتے ہیں:

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک، جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں، تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں، جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔" (ص ۱۰)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"اور میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اطاعت کی طرف بھکایا، بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیوں کر امن اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔'' (ص ۱۰)

پھر وہ اپنی کتابوں کی ایک لمبی فہرست دیتے ہیں، جن سے ان کی وفادارانہ خدمات کا ثبوت ملتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

''گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہزاروں مسلمانوں نے، جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو، جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے، ہر ایک طور کی بدگوئی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا، اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلیشیہ کی شکرگزاری کے لیے ہزارہا اشتہارات شائع کیے گئے اور ایسی کتابیں بلادِ عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں؟ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ بہ اعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجے کا وفادار اور جاں نثار یہی نیا فرقہ ہے، جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔'' (ص ۱۳)

آگے چل کر پھر لکھتے ہیں:

''اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔'' (ص ۱۷)

تھوڑی دیر کے لیے اس سوال کو نظر انداز کر دیجیے کہ یہ زبان اور یہ تحریر کسی نبی کی ہو بھی سکتی ہے یا نہیں۔ ہم یہاں جس پہلو کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ اس مذہب کی تبلیغ و تلقین اور 'مدافعتِ اسلام' کے وہ مقاصد اور محرکات ہیں جو بانی مذہب نے خود بیان کیے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی یہ نام نہاد 'خدمت دین' کسی قدر کی مستحق رہ جاتی ہے؟ اس پر بھی اگر کوئی شخص اس خدمتِ دین کی حقیقت نہ سمجھ سکے تو ہم اس سے گزارش کریں گے کہ ذرا قادیانیوں کے اپنے ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## اعترافات کو آنکھیں کھول کر پڑھیے:

"عرصۂ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب بھی ہوگئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ہے ایک اطالوی انجینئر، جو افغانستان میں ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحب زادہ عبداللطیف صاحب (قادیانی) کو اس لیے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبۂ حریت کم زور ہو جائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا...... ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر صاحب زادہ عبداللطیف شہید خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔" (مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا خطبۂ جمعہ مندرجہ الفضل مورخہ ۶/ اگست ۱۹۳۵ء)

### افغانستان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:

"کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم چہار آسیانی و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں اصلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے...... ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے، جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔" (اخبار الفضل بہ حوالہ امان افغان، مورخہ ۳/ مارچ ۱۹۲۵ء)

"روسیہ (یعنی روس) میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کے لیے گیا تھا، لیکن چوں کہ سلسلۂ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اس لیے جہاں میں اپنے سلسلے کی تبلیغ کرتا تھا وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزاری بھی کرنی پڑتی تھی۔"

(بیان محمد امین صاحب قادیانی مبلغ۔ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۸/ ستمبر ۱۹۲۲ء)

"دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے، چناں چہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔"

(خلیفہ قادیان کا خطبۂ جمعہ، مندرجہ اخبار الفضل مورخہ کیم نومبر ۱۹۳۴ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لیے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔''

(لارڈ ہارڈنگ کی سیاحت عراق پر اظہارِ خیال، مندرجہ الفضل ۱۱رفروری ۱۹۱۰ء)

''فی الواقع گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے، جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرا ایک طرف کر دو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے۔ پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکرگزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہوگئے ہیں اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے، ہمارے لیے تبلیغ کا ایک میدان نکلتا آتا ہے۔'' (الفضل، ۱۹؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

''سلسلۂ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے۔ ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہوگئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ملتا ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمے سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔''

(خلیفہ قادیان کا اعلان، مندرجہ اخبار الفضل ۲۷؍جولائی ۱۹۱۸ء)

## قادیانیت کے بنیادی خدّوخال

اب قادیانی جماعت کی پوری تصویر آپ کے سامنے ہے۔ اس کے بنیادی خدوخال یہ ہیں:

(۱) پچاس برس سے زیادہ مدت ہوئی، جب کہ انگریزی دورِ حکومت میں مسلمان غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے، پنجاب میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ لے کر اٹھا۔ جس قوم کو اللہ کی توحید اور رسالت محمدیؐ کے اقرار نے ایک قوم، ایک ملت اور ایک معاشرہ بنایا تھا، اس کے اندر اس شخص نے یہ اعلان کیا کہ مسلمان ہونے کے لیے توحید و رسالت محمدیؐ پر ایمان لانا کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ میری نبوت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ جو اس پر ایمان نہ لائے وہ توحید و رسالت محمدیؐ پر ایمان رکھنے کے باوجود کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(۲) اس بنیاد پر اس نے مسلم معاشرے میں کفر و ایمان کی نئی تفریق پیدا کی اور جو لوگ اس پر ایمان لائے ان کو مسلمانوں سے الگ ایک امت اور ایک معاشرے کی شکل میں منظم کرنا شروع کر دیا۔ اس نئی امت اور مسلمانوں کے درمیان اعتقاداً اور عملاً ویسی ہی جدائی پڑ گئی جیسی ہندوؤں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان تھی۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ نہ عقیدے میں شریک رہی، نہ عبادت میں، نہ رشتے ناطے میں اور نہ شادی و غم میں۔

(۳) بانی مذہب کو اول روز سے احساس تھا کہ مسلم معاشرہ اپنی اس قطع و برید کو بہ خوشی برداشت نہیں کرے گا اور نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس نے اور اس کے جانشینوں نے نہ صرف ایک پالیسی کے طور پر انگریزی حکومت کی پختہ وفاداری و خدمت گزاری کا رویہ اختیار کیا، بلکہ عین اپنے موقف کے فطری تقاضے سے ہی انہوں نے یہ سمجھا کہ ان کا مفاد لازماً غلبۂ کفر کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہندوستان ہی میں نہیں، تمام دنیا میں اس بات کے خواہش مند رہے اور عملاً اس کے لیے کوشاں رہے کہ آزاد مسلمان قومیں بھی انگریزوں کی غلام ہو جائیں، تا کہ ان میں اس نئے مذہب کی اشاعت کے لیے راہ ہموار ہو سکے۔

(۴) اس طرح بیرونی اقتدار سے گٹھ جوڑ کر کے اس جماعت نے مسلمانوں کی ان تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا جو گزشتہ نصف صدی میں اسے مسلمانوں سے خارج کرنے کے لیے کی گئیں اور انگریزی حکومت اس بات پر مصر رہی کہ یہ گروہ مسلمانوں سے الگ بلکہ ہر چیز میں ان کا مخالف ہونے کے باوجود ان ہی میں شامل رہے گا۔ اس تدبیر سے مسلمانوں کو دہرا نقصان اور قادیانی جماعت کو دہرا فائدہ پہنچایا گیا:

(الف) عام مسلمانوں کو علماء کی تمام کوششوں کے باوجود یہ باور کرایا جاتا رہا کہ قادیانیت اسلام ہی کا ایک فرقہ اور قادیانی گروہ مسلم معاشرے ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس طرح قادیانیت کے لیے مسلمانوں میں پھیلنا زیادہ آسان ہو گیا، کیوں کہ اس صورت میں ایک مسلمان کو قادیانیت اختیار کرتے ہوئے یہ اندیشہ لاحق نہیں ہوتا کہ وہ اسلام سے نکل کر کسی دوسرے معاشرے میں جا رہا ہے۔ قادیانیوں کو اس سے یہ فائدہ پہنچا کہ وہ مسلمانوں میں سے برابر آدمی توڑ توڑ کر اپنی تعداد بڑھاتے رہے اور مسلمانوں کو یہ نقصان پہنچا کہ ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



معاشرے میں ایک بالکل الگ اور مخالف معاشرہ سرطان کی طرح اپنی جڑیں پھیلاتا رہا، جس کی بدولت ہزارہا خاندانوں میں تفرقے برپا ہوگئے، خصوصیت کے ساتھ پنجاب اس کا سب سے زیادہ شکار ہوا، کیوں کہ یہ بلا اسی صوبے سے اٹھی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آج پنجاب ہی کے مسلمان اس کے خلاف سب سے بڑھ کر مشتعل ہیں۔

(ب) انگریزی حکومت کی منظور نظر بن کر قادیانی جماعت انگریزی حکومت کی فوج، پولیس، عدالت اور دوسری ملازمتوں میں اپنے آدمی دھڑا دھڑ بھرتی کرتی چلی گئی اور یہ سب کچھ اس نے مسلمان بن کر ملازمتوں کے اس کوٹے سے حاصل کیا جو مسلمانوں کے لیے مخصوص تھا۔ مسلمانوں کو اطمینان دلایا جاتا رہا کہ یہ ملازمتیں تم کو مل رہی ہیں، حالاں کہ وہ کثیر تعداد میں ان قادیانیوں کو دی جا رہی تھیں جو مسلمانوں کے مدمقابل بن کر اپنی مخالفانہ جتھہ بندی کیے ہوئے تھے۔ ایسا ہی معاملہ ٹھیکوں اور تجارتوں اور زمینوں کے بارے میں بھی کیا گیا۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



# تحقیقاتی عدالت میں
# مولانا مودودیؒ کے بیانات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# پہلے بیان کے ضروری اقتباسات

## اصل مسئلہ اور اس کا پس منظر

قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا آغاز بیسویں صدی کی ابتدا سے ہوا۔ انیسویں صدی کے خاتمہ تک اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب مختلف قسم کے دعوے کرتے رہے تھے، جن کی بنا پر مسلمانوں میں ان کے خلاف عام بے چینی پیدا ہو چکی تھی، مگر اس وقت تک انہوں نے کوئی ایک قطعی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں انہوں نے نبوت کا صریح اور قطعی دعویٰ کیا، جس سے ان کے ماننے والوں اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک مستقل نزاع شروع ہو گئی۔

اس نزاع کی وجہ یہ تھی کہ نبوت اسلام کے بنیادی مسائل میں سے ایک ہے۔ ایک شخص کے دعوائے نبوت کے بعد ہر مسلمان کے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ اس پر ایمان لانے یا نہ لانے میں سے کسی ایک رویہ کا فیصلہ کرے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں وہ آپ سے آپ ایک الگ امت بن جاتے ہیں اور ان کے نزدیک ایسے سب لوگ کافر ہو جاتے ہیں جنہوں نے اس کو نہ مانا ہو۔ اس کے برعکس جو لوگ اس پر ایمان نہ لائیں وہ خود بہ خود مقدم الذکر گروہ سے الگ ایک امت قرار پاتے ہیں۔ وہ ایسے سب لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں جو ان کے نزدیک جھوٹے نبی پر ایمان لائے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ دعوائے نبوت کے بعد سے مرزا صاحب کے ماننے والے اور نہ ماننے والے ایک دوسرے سے جدا ہوتے چلے گئے۔ مرزا صاحب اور ان کے بعد ان کے خلفاء نے اعلانیہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان تمام لوگوں کو قطعی کافر ٹھہرایا جو ان پر ایمان نہیں لائے اور مسلمانوں کے تمام فرقوں نے (جن میں سنی، شیعہ، اہلِ حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، سب شامل ہیں) بالاتفاق مرزا صاحب اور ان سب لوگوں کو کافر قرار دیا جو ان پر ایمان لے آئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس نزاع کو تین چیزیں روز بروز تیز کرتی چلی گئیں:

ایک اس نئے مذہب کے پیروؤں کی تبلیغی سرگرمی اور بحث ومناظرہ کی دائمی عادت، جس کی بنا پر ان میں کا ہر شخص اپنے ماحول میں ہمیشہ ایک کش مکش پیدا کرتا رہا ہے۔

دوسرے ان تبلیغی سرگرمیوں اور بحثوں اور مناظروں کا زیادہ تر مسلمانوں کے خلاف ہونا، جس کی وجہ سے بالعموم مسلمان ہی ان کے خلاف مشتعل ہوئے ہیں۔

تیسرے ان کا مسلمانوں کے اندر شامل رہ کر اسلام کے نام سے تبلیغ کرنا، جس کی وجہ سے ناواقف مسلمان یہ سمجھتے ہوئے بہ آسانی ان کے مذہب میں داخل ہوجاتے ہیں کہ وہ ملت اسلامیہ سے نکل کر کسی اور ملت میں نہیں جارہے ہیں۔ یہ چیز قدرتی طور پر مسلمانوں میں اس سے زیادہ غصہ پیدا کرتی ہے جو عیسائیوں یا کسی دوسرے مذہب والے کی تبلیغ سے کسی مسلمان کے مرتد ہوجانے پر پیدا ہوتا ہے۔ کیوں کہ ان کی تبلیغ کسی مسلمان کو اس دھوکے میں مبتلا نہیں کرتی کہ وہ مسلمانوں میں سے نکل کر بھی مسلمان ہی میں شامل ہے۔

## معاشرتی پہلو

آغاز میں یہ نزاع صرف ایک مذہبی نزاع تھی، مگر بہت جلدی اس نے مسلمانوں کے اندر ایک پیچیدہ اور نہایت تلخ معاشرتی مسئلے کی شکل اختیار کر لی۔ اس کی وجہ مرزا صاحب اور ان کے خلفا کا یہ فتویٰ تھا کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان بس وہی تعلقات رہ سکتے ہیں، جو مسلمانوں اور عیسائیوں یا یہودیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ یعنی ایک احمدی کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا، اس کی یا اس کے بچے کی نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتا، اس کی بیٹی لے سکتا ہے مگر اس کو بیٹی دے نہیں سکتا۔ اس فتوے کا ردعمل مسلمانوں کی طرف سے بھی ایسے ہی طرزِ عمل کی صورت میں رونما ہوا اور اس طرح دونوں گروہوں کے درمیان معاشرتی مقاطعہ کی حالت پیدا ہوگئی۔ اس مقاطعہ سے مسلم معاشرہ میں جو تفرقہ رونما ہوا وہ بس ایک وقتی تفرقہ ہی نہ تھا، جو ایک دفعہ رونما ہو کر رہ گیا ہو، بلکہ وہ ایک روز افزوں تفرقہ تھا، کیوں کہ قادیانیت ایک تبلیغی تحریک تھی اور وہ آئے دن کسی نہ کسی مسلمان کو قادیانی بنا کر ایک نئے خاندان میں تفرقہ برپا کر رہی تھی۔ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس معاشرتی مقاطعہ کے رویہ کو لے کر وہ جس گھر، جس خاندان، جس گاؤں، جس برادری اور جس بستی میں بھی پہنچی وہاں اس نے پھوٹ ڈال دی۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جہاں شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو اپنے لیے حرام سمجھنے لگیں یا کم از کم اپنے تعلقات کے جائز ہونے میں شک کرنے لگیں اور جہاں ایک بھائی کے بچے کی نمازِ جنازہ دوسرا بھائی نہ پڑھے اور جہاں بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے کافروں سا معاملہ کرنے لگے اور جہاں ایک ہی خاندان یا برادری میں رشتے ناطے کے تعلقات ختم ہو جائیں، وہاں معاشرہ میں کیسی کچھ تلخیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

یہ تلخیاں قادیانیت کی رفتارِ اشاعت کے ساتھ پچھلے پچاس سال کے دوران میں برابر بڑھتی چلی گئی ہیں اور سب سے زیادہ پنجاب کو ان سے سابقہ پیش آیا ہے۔ کیوں کہ یہاں ہزارہا خاندانوں میں اس کا زہر پھیل چکا ہے۔

## معاشی پہلو

کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کی یہ نزاع معاش کے میدان میں بھی پہنچ گئی۔ مسلمانوں کے ساتھ مذہبی اور معاشرتی کش مکش کی وجہ سے اور بڑی حد تک نئے مذہبی جوش کی وجہ سے بھی، قادیانیوں کے اندر ابتدا ہی سے جتھہ بندی کا ایک زبردست میلان پایا جاتا تھا۔ انہوں نے منظم ہو کر معیشت کے ہر شعبہ میں قادیانیوں کو غیر قادیانیوں پر ترجیح دینے اور ایک دوسرے کی مدد کر کے آگے بڑھانے کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس سے ان کے اور مسلمانوں کے تعلقات کی تلخی روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ خصوصیت کے ساتھ سرکاری ملازمتوں کے معاملہ میں دونوں گروہوں کی کش مکش زیادہ نمایاں رہی ہے اور قادیانی عہدہ داروں کی خویش پروری نے اس کو مزید ہوا دی ہے۔ اس نزاع سے بھی پنجاب ہی کو سب سے زیادہ سابقہ پیش آیا ہے، کیوں کہ قادیانیوں کی بڑی تعداد اسی صوبہ میں آباد ہے اور بیش تر یہیں کی زراعت، تجارت، صنعت، حرفت اور ملازمتوں میں ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کش مکش برپا رہی ہے۔ اس موقع پر یہ بات نہ بھولنی چاہیے کہ یہ اس نوعیت کی نزاع ہے، جو اس سے پہلے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک دوسرے سے پھاڑ کر باہمی عداوت کی آخری حدود تک پہنچا چکی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## سیاسی پہلو

جہاں دو گروہوں کے درمیان مذہب، معاشرت اور معیشت میں کش مکش ہو وہاں سیاسی کش مکش کا رونما ہونا ایک بالکل قدرتی بات ہے۔ مگر قادیانیوں اور مسلمانوں کے معاملہ میں سیاسی کش مکش کے اسباب اس سے کچھ زیادہ گہرے ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں کو ابتدا سے یہ احساس تھا کہ جس نبوت کا دعویٰ وہ لے کر اٹھے ہیں وہ مسلم معاشرہ کے اندر کفر اور ایمان کی ایک نئی تفریق پیدا کرتی ہے اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ اپنی ملت میں اس طرح کی ایک تفرقہ انگیز قوت (Disintegrating Force) کو مسلمانوں نے حضرت ابو بکرؓ کے زمانے سے لے کر قاچاری اور عثمانی فرماں رواؤں کے دور تک، پچھلی بارہ صدیوں میں، کبھی ابھرنے نہیں دیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنی تحریک کے آغاز ہی سے انگریزی حکومت کی وفاداری کو اپنا جزوِ ایمان بنایا اور نہ صرف زبان سے بلکہ پورے خلوص کے ساتھ دل سے بھی یہی سمجھا کہ ان کے بقا اور نشو ونما اور فلاح و کامیابی کا انحصار سراسر ایک غیر مسلم حکومت کے سایۂ عاطفت پر ہے۔ مسلمان غلام ہوں اور غیر مسلم ان پر حکم راں ہوں۔ قادیانی ان غیر مسلم حکم رانوں کے پکے وفادار بن کر ان کی حمایت حاصل کریں اور پھر آزادی کے ساتھ بے بس مسلمانوں کو اپنی تفرقہ انگیز تحریک کا شکار بنائیں۔ یہ تھا قادیانیت کی ترقی کا وہ مختصر فارمولا جو مرزا غلام احمد صاحب نے بنایا اور ان کے بعد ان کے خلفاء اور ان کی جماعت کے تقریباً تمام بڑے بڑے مصنفین اور مقررین نے اپنی بے شمار تحریروں اور تقریروں میں بار بار دہرایا۔

قادیانیت کے اس سیاسی رجحان کو ابتدا میں انگریز خود اچھی طرح نہیں سمجھتے تھے، قادیانیوں نے بڑی کوششوں سے انہیں اپنے 'امکانات' سمجھائے اور پھر انگریزوں نے ان کو اپنی مسلم رعایا کا سب سے زیادہ قابل اعتماد عنصر سمجھ کر ہندوستان میں بھی استعمال کیا اور باہر دوسرے مسلمان ممالک میں بھی۔

اس کے بعد جب ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی قومی کش مکش بڑھی تو کانگریس کے نیشنلسٹ لیڈروں کی نگاہ بھی قادیانیت کے 'امکانات' پر پڑنی شروع ہوگئی۔ یہ ۱۹۳۰ء کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لگ بھگ زمانہ کی بات ہے، جب کہ ایک بہت بڑے ہندو لیڈر نے قادیانیت کی حمایت میں ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم سے مباحثہ فرمایا تھا اور ایک دوسرے نامور لیڈر نے اعلانیہ کہا تھا کہ مسلمانوں میں ہمارے نقطۂ نظر سے سب سے زیادہ پسندیدہ عنصر قادیانی ہیں۔ کیوں کہ ان کا نبی بھی دیسی (Indigenous) ہے اور ان کے مقدس مقامات بھی اسی دیس میں واقع ہیں۔ غرض اپنے مسلکِ خاص کی وجہ سے قادیانیوں کا سیاسی موقف ہے ہی کچھ اسی قسم کا کہ غیر مسلم ان کو فطرتاً پرامید نگاہوں سے اور مسلمان اندیش ناک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ مسلمانوں میں ہمیشہ یہ عام خیال موجود رہا ہے کہ ملت اسلامیہ کی تخریب کے لیے خود اس ملت کے اندر سے جو عنصر سب سے بڑھ کر دشمنانِ اسلام کا آلۂ کار بن سکتا ہے وہ قادیانی عنصر ہے اور اس خیال کو جن باتوں نے تقویت پہنچائی ہے وہ یہ ہیں کہ پہلی جنگ عظیم میں جب بغداد، بیت المقدس اور قسطنطنیہ پر انگریزوں کا قبضہ ہوا تو پوری مسلم قوم کے اندر وہ صرف قادیانی تھے جنھوں نے اس پر خوشیاں منائیں اور چراغاں کیے۔ یہی نہیں، بلکہ قادیانیوں کے خلیفہ صاحب نے علی الاعلان یہ فرمایا کہ انگریزی حکومت کی ترقی سے ہماری ترقی وابستہ ہے۔ جہاں جہاں یہ پھیلے گی ہمارے لیے تبلیغ کا میدان نکلتا آئے گا۔ ان باتوں کے بعد یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قادیانیوں کے متعلق مسلمانوں کی عام بدگمانی بے وجہ ہے۔

## تلخی پیدا ہونے کے مزید وجوہ

تمام مسلمانوں کی تکفیر اور ان سے معاشرتی مقاطعہ اور ان کے ساتھ معاشی کش مکش کی بنا پر قادیانیوں اور مسلمانوں کے تعلقات میں جو تلخی پیدا ہو چکی تھی اس کو مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے پیروؤں کی بہت سی تحریروں نے تلخ تر بنا دیا تھا، جو مسلمانوں کے لیے سخت دل آزار اور اشتعال انگیز تھیں۔ مثال کے طور پر ان کی چند عبارتیں حسب ذیل ہیں، جن کو دیکھ کر بہ خوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے ان باتوں کو برداشت کرنا کس قدر مشکل ہے:

'ایک غلطی کا ازالہ' (اشتہار) میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے الہام میں 'محمد رسول اللہ' سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔

(اخبار 'الفضل' قادیان جلد ۲ نمبر ۱۰، مورخہ ۱۵ / جولائی ۱۹۱۵ء)

"پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔"

(کلمۃ الفصل، صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی، مندرجہ ریویو آف ریلیجنس، صفحہ ۱۱۳ نمبر ۳، جلد ۱۴)

"اس کے (یعنی نبی کریمؐ کے) لیے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔" (اعجاز احمدی، مرزا غلام احمد قادیانی، صفحہ ۱۷)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(از قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب قادیانی) (منقول از اخبار پیغام صلح لاہور، مورخہ ۱۴ / مارچ ۱۹۱۶ء)

"مجھ میں اور تمہارے حسین میں بڑا فرق ہے، کیوں کہ مجھے تو ہر ایک وقت خدائی تائید اور مدد مل رہی ہے۔" (نزول المسیح، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۹۶)

"اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

(نزول المسیح، مرزا غلام احمد، صفحہ ۸۱)

کربلایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(مرزا غلام احمد صاحب، منقول از خطبہ جمعہ میاں محمود احمد)

('الفضل' قادیانی، جلد ۱۴، نمبر ۸۰، مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء، صفحہ ۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''یسوع کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس یہ کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں، آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷، نور القرآن ۲، صفحہ ۱۲)

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔'' (الہام مرزا غلام احمد صاحب تبلیغ رسالت، جلد نہم، ص ۲۷)

''کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کر لی ہے مگر، کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔'' (آئینہ کمالات، صفحہ ۵۴۷)

''جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔'' (نزول المسیح ص ۴، تذکرہ ص ۲۲۷)

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۳، تبلیغ رسالت، جلد نہم ص ۲۷)

''بلاشبہ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔''

(نجم الہدیٰ، صفحہ ۱۰، درثمین، ص ۲۹۴)

''جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔''

(انوار الاسلام، ص ۳۰)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# دوسرے بیان کے ضروری اقتباسات

قادیانیوں کے متعلق مسلمانوں کی طرف سے جو مطالبات پیش کیے گئے ہیں، ان کے بارے میں متعدد سوالات عدالت میں اٹھائے گئے ہیں، مگر ان کے صحیح اور مکمل جوابات نہیں دیے گئے۔

## قادیانیوں سے متعلق مطالبات بہ یک وقت سیاسی بھی ہیں اور مذہبی بھی

یہ سوال بار بار کیا گیا ہے کہ یہ مطالبات مذہبی ہیں یا سیاسی؟ اور اکثر اس کا جواب صرف یہ دے دیا گیا کہ یہ مذہبی مطالبات ہیں، حالاں کہ درحقیقت نہ یہ سوال صحیح ہے اور نہ اس کا یہ جواب۔ اس میں شک نہیں کہ جس نزاع کو حل کرنے کے لیے یہ مطالبات پیش کیے گئے ہیں اس کی ابتدا ایک مذہبی اختلاف سے ہوئی ہے، لیکن پچھلے پچاس سال کے تدریجی ارتقا سے اب وہ محض ایک مذہبی نزاع نہیں رہی ہے، بلکہ ایک معاشرتی، معاشی اور سیاسی نزاع بھی بن گئی ہے۔ کوئی مسئلہ اپنی اصل کے اعتبار سے خواہ مذہبی ہو یا اخلاقی، جب وہ عملاً معاشرے میں پیچیدگیاں اور خرابیاں پیدا کرنے لگتا ہے تو اس کو لامحالہ دستور یا قانون یا انتظامی تدابیر کے ذریعے سے حل کرنا پڑتا ہے اور ایسے مواقع پر یہ بحث پیدا نہیں کی جاتی کہ مسئلہ تو مذہبی یا اخلاقی ہے، اس کو سیاسی وسائل سے کیوں حل کیا جا رہا ہے؟ یہاں مسلمانوں اور قادیانیوں کی مذہبی نزاع نے جو صورت اختیار کر لی ہے وہ یہ ہے کہ مسلم معاشرے کے اندر ایک جداگانہ مستقل اور منظم جتھا بن گیا ہے، جو عقیدے میں مسلمانوں سے بنیادی اختلاف رکھتا ہے، معاشرت میں ان سے مقاطعہ کرتا ہے، معاشی میدان میں ان کے خلاف منظم طور پر برسرِ پیکار ہے، سیاسی حیثیت سے ہمیشہ ان کے مفاد کے خلاف کام کرتا رہا ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود وہ مسلمانوں میں شامل رہ کر اپنی تبلیغ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ذریعہ سے اپنی تعداد بڑھا رہا ہے اور مسلم معاشرے کے داخلی انتشار میں روز بروز اضافہ کیے چلا جاتا ہے... اس طرح کے ایک مسئلے کو آخر محض ایک مذہبی مسئلہ کیسے کہا جا سکتا ہے اور اسے حل کرنے کے لیے دستوری، قانونی اور سیاسی تدابیر استعمال کرنے کے سوا آخر اور کیا چارہ کار ہے؟ متحدہ ہندوستان میں ہندو مسلم نزاع بھی اصلاً ایک مذہبی نزاع ہی تھی، مگر جداگانہ انتخاب سے لے کر تقسیم ملک تک اس کو حل کرنے کے لیے جتنے مطالبے بھی کیے گئے وہ سب سیاسی نوعیت کے مطالبے تھے۔

## مسلمانوں اور قادیانیوں کے اختلافات بنیادی ہیں

مسلمانوں اور قادیانیوں کے اختلاف کو مختلف فرقوں کے اختلافات کی نظیر فرض کر کے عدالت میں بار بار علماء اور فرقوں کی باہمی کش مکش کے متعلق سوالات کیے گئے ہیں، مگر یہ محض ایک خلط مبحث ہے۔ ان دونوں قسم کے اختلافات میں درحقیقت کوئی مماثلت ہی نہیں ہے کہ ایک کو دوسرے کی نظیر قرار دیا جا سکے۔ بلاشبہ یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے کہ بعض فرقوں کے علماء نے بعض دوسرے فرقوں اور ان کے علماء کی تکفیر کی ہے اور اپنے فتوؤں میں حد سے زیادہ تجاوز بھی کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جن مسائل پر یہ تکفیر بازی کی گئی وہ محض چند دینیاتی مسائل کی تعبیرات کے اختلافات تھے۔ اسی بنا پر مسلم ملت نے بہ حیثیت مجموعی تکفیر کے ان فتوؤں کو کبھی اہمیت نہ دی۔ محتاط علماء نے ان کو ہمیشہ ناپسند کیا۔ کسی شخص یا گروہ کو خارج از ملت قرار دینے پر مسلمانوں کے درمیان کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ مختلف فرقوں کے مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ نمازیں پڑھتے رہے، ایک دوسرے کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے رہے، آپس میں شادی بیاہ کرتے رہے، حتیٰ کہ سنیوں اور شیعوں کی باہمی مناکحت کی بھی ہزارہا مثالیں موجود ہیں اور مجھے خود بارہا شیعوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ جب کبھی کوئی اہم قومی مسئلہ پیدا ہوا، تمام مسلمانوں نے مل کر اس کے لیے جدوجہد کی، ان کا قومی مفاد ایک رہا اور ان کے قومی جذبات اور سیاسی مقاصد مشترک رہے۔ اس کے برعکس قادیانیوں اور مسلمانوں کا اختلاف ایک بنیادی اختلاف ہے۔ کوئی شخص، جو اسلام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



متعلق سرسری واقفیت بھی رکھتا ہو، اس امر سے بے خبر نہیں ہو سکتا کہ نبوت کا عقیدہ اسلام کے اساسی عقائد میں سے ہے اور ایک شخص کے دعوائے نبوت پر ایمان لانے یا نہ لانے سے لازماً کفر وایمان کی تفریق واقع ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے دعوائے نبوت پر ان کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے درمیان اختلاف کی ایک ایسی دیوار حائل ہوگئی جو اس سے پہلے کبھی مسلم فرقوں کے درمیان حائل نہ ہوئی تھی۔ تمام فرقوں کے مسلمانوں نے بالاتفاق قادیانیوں کو کافر قرار دیا اور قادیانیوں نے اس کے برعکس ان سب لوگوں کو کافر ٹھہرایا جو مرزا صاحب کو نبی نہ مانیں۔ دوسری تکفیروں کے برعکس اس تکفیر نے عملاً دونوں گروہوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔ عبادت سے لے کر معاشرت تک ان کے درمیان ہر چیز میں جدائی پڑ گئی۔ ان کے قومی مفاد اور سیاسی حوصلے (Political Ambitions) تک ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے اور علیٰحدگی سے گزر کر نوبت کش مکش اور مخاصمت تک پہنچ گئی۔ اس صریح فرق کو آخر کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور قادیانی مسلم اختلافات کو فرقوں کے باہمی اختلافات سے خلط ملط کر دینا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

## تمام منحرفین کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ضروری نہیں

عدالت میں یہ سوال بھی بار بار اٹھایا گیا ہے کہ آیا ان سب لوگوں کو اسی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جائے گا جو اسلام کے بنیادی مسائل میں عام مسلمانوں سے مختلف نظریہ اختیار کریں، مثلاً اہل قرآن اور ایسے ہی دوسرے لوگ۔ اس کا ایک جواب اصولی پہلو سے ہے اور دوسرا عملی پہلو سے۔ اصولی پہلو سے اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک تعبیر، اجتہاد اور استنباط کا تعلق ہے، اس میں مختلف نقطۂ نظر رکھنے والوں کے لیے اسلام میں زیادہ سے زیادہ ڈھیل کی گنجائش ہے۔ ایسے امور میں بڑی سے بڑی غلطی بھی گم راہی ہو سکتی ہے، مگر اس پر خروج از اسلام کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ بہ خلاف اس کے، اسلام کے اساسی امور میں جب کبھی کوئی ایسا رد و بدل کیا جائے کہ جس کے لیے دائرۂ دین میں کوئی گنجائش نہ ہو تو ایسی صورت میں یقیناً خروج از اسلام کا حکم لگایا جائے گا، بلا لحاظ اس کے کہ اس کی زد کس پر پڑتی ہے؟ عملی پہلو سے اس کا جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ ہے کہ ایک فرد یا چند منتشر افراد کا اسلام سے انحراف اور چیز ہے اور مسلم معاشرے کے اندر ایک منحرف گروہ کی باقاعدہ جتھہ بندی، جو مسلسل تبلیغ سے اپنی تعداد بھی بڑھا رہی ہو اور معاشی و سیاسی حیثیت سے مسلمانوں کے مقابلے میں کش مکش بھی کر رہی ہو، ایک بالکل ہی دوسری چیز۔

## عدالت کے سامنے پیش کردہ قادیانیوں کی بناوٹی پوزیشن

عدالت میں یہ خیال بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے اس کے وکیل نے عدالت کے دیے ہوئے سات سوالوں کے جواب میں جو بیان دیا ہے اس سے مسلمانوں اور قادیانیوں کا اختلاف رفع ہو جاتا ہے۔ میں نے اس بیان کو پورے غور کے ساتھ پڑھا ہے۔ میری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ اس بیان سے پوزیشن میں ذرّہ برابر بھی تغیر واقع نہیں ہوتا اور اس کے باوجود نزاع و اختلاف کے وہ تمام اسباب جوں کے توں باقی رہتے ہیں جو اَب تک خرابی کے موجب رہے ہیں۔ اس بیان میں قادیانیوں نے پوری ہوشیاری کے ساتھ یہ کوشش کی ہے کہ اپنی اصلی پوزیشن کو تاویلوں کے پردے میں چھپا کر ایک بناوٹی پوزیشن عدالت کے سامنے پیش کریں، تاکہ عدالت اس سے دھوکہ کھا کر ان کے حق میں مفید مطلب رپورٹ بھی دے دے اور وہ اپنی سابق روش پر علی حالہ قائم بھی رہ سکیں۔ ان کی سابق تحریروں اور ان کے اب تک کے طرزِ عمل سے جو شخص کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو وہ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے اس بیان میں اپنی پوزیشن بدل کر قریب قریب وہ پوزیشن اختیار کر لی ہے جو لاہوری احمدیوں کی پوزیشن تھی۔ لیکن یہ تبدیلی وہ صاف صاف یہ کہہ کر اختیار نہیں کرتے کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ نزاع ختم کرنے کے لیے اپنے عقیدے اور مسلک میں یہ تغیر کر رہے ہیں، بلکہ وہ اسے اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ ہماری پوزیشن ابتدا سے یہی رہی ہے۔ حالاں کہ یہ صریح غلط بیانی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ عملاً اپنی سابق پوزیشن کی توثیق کر رہے ہیں اور آئندہ بھی اسی پر قائم رہنا چاہتے ہیں، البتہ عارضی طور پر اس تحقیقات کے دوران میں انہوں نے ایک مناسب وقت میں وہ پوزیشن اختیار کر لی ہے جو تحقیقات کا دور گزرنے کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی۔ اس فریب کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی اگر ان کے بیان کا ذرا تفصیلی جائزہ لے کر دیکھ لیا جائے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(الف) عدالت نے سوال کیا تھا کہ جو مسلمان مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے، کیا وہ مومن اور مسلم ہیں؟ جواب میں وہ کہتے ہیں:

''کسی شخص کو حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جا سکتا۔''

مگر یہ جواب دینے کے ساتھ ہی انہیں یاد آ جاتا ہے کہ ان کی پچھلی تحریرات اس کے بالکل خلاف ہیں۔ اس لیے وہ ان کی تاویل یوں کرتے ہیں:

''ممکن ہے، ہماری بعض سابقہ تحریرات سے غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے متعلق ہم کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہماری ان سابقہ تحریرات میں جو اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں وہ ہماری مخصوص ہیں۔ عام محاورے کو، جو مسلمانوں میں رائج ہے، استعمال نہیں کیا گیا ہے، کیوں کہ ہم نے اس مسئلے پر یہ کتابیں غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے شائع نہیں کیں، بلکہ ہماری یہ تحریرات جماعت کے ایک حصے کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہیں۔ اس لیے ان تحریرات میں ان اصطلاحات کو مدنظر رکھنا ضروری نہیں تھا جو دوسرے مسلمانوں میں رائج ہیں۔''

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی سابق تحریرات کی تردید نہیں، بلکہ توثیق کر رہے ہیں اور عدالت کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ان تحریرات کا مفہوم ان کے موجودہ جواب کے خلاف نہیں ہے۔ اب ذرا ان کی سابق تحریروں میں سے صرف دو عبارتیں ملاحظہ ہوں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینۂ صداقت، مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، صفحہ ۳۵)

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل، صاحب زادہ بشیر احمد صاحب، ص ۱۱۰)

صاف دیکھا جا سکتا ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں محض مرزا صاحب کے نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ یہ تینوں الفاظ قادیانیوں کی مخصوص اصطلاحات ہیں اور ان کا مفہوم وہ نہیں ہے جو مسلمانوں میں عام طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رائج ہے؟ اس طرح کی تحریروں کی یہ تاویل کس قدر بھونڈی تاویل ہے کہ ہم نے یہ تحریرات جماعت کے ایک حصے (یعنی لاہوری احمدیوں) کو مخاطب کر کے لکھی تھیں۔ آخر کون نہیں جانتا کہ لاہوری احمدیوں سے قادیانیوں کا جس بات پر پچھلے ۳۵ سال جھگڑا رہا ہے وہ اسی نکتے پر تھا کہ قادیانی مرزا صاحب کی نبوت تسلیم نہ کرنے والے سب مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے تھے اور لاہوری ان کے اس عقیدے کو غلط ٹھہراتے تھے۔ اس مباحثے میں اگر فریقین کے نزدیک 'کافر' اور 'دائرۂ اسلام سے خارج' کا مفہوم وہ نہ تھا جو مسلمانوں میں عام طور پر رائج ہے تو پھر جھگڑا کس بات پر تھا؟

(ب) عدالت کا دوسرا سوال یہ تھا کہ جو شخص مرزا کی نبوت تسلیم نہ کرے، کیا وہ کافر ہے؟ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے وکیل صاحب اس کا یہ جواب دیتے ہیں:

> ''کافر کے معنی 'عربی زبان میں' نہ ماننے والے' کے ہیں۔ پس جو شخص کسی چیز کو نہیں مانتا اس کے لیے عربی زبان میں کافر کا لفظ ہی استعمال ہوگا۔ بس ایسے شخص کو، جب تک وہ یہ کہتا ہے کہ میں فلاں چیز کو نہیں مانتا، اس کو اس چیز کا کافر سمجھا جائے گا۔''

اس عبارت سے عدالت کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو لغوی معنی' میں کافر کہتے ہیں نہ کہ اسلام کے اصطلاحی معنی میں۔ لیکن یہ صریح دھوکا ہے۔ اوپر مرزا بشیر الدین محمود صاحب اور صاحب زادہ بشیر احمد کی جو دو عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان دونوں میں' کافر' کی تشریح 'دائرۂ اسلام سے خارج' کے الفاظ میں کی گئی ہے اور اس کی مزید تشریح مرزا بشیر الدین محمود صاحب اور صاحب زادہ بشیر احمد صاحب کی یہ عبارات کرتی ہیں:

> ''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔'' (انوارِ خلافت، ص ۹۰)

> ''اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔'' (کلمۃ الفصل، ص ۱۴۸)

ان عبارتوں کی موجودگی میں یہ کیسے مانا جا سکتا ہے کہ قادیانی حضرات مرزا صاحب کے منکر مسلمانوں کو محض 'نہ ماننے والے' کے معنی میں کافر کہتے ہیں؟ پھر اس سے بھی زیادہ بڑا دھوکا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بیان میں دیا گیا ہے:

"ہمارے نزدیک آں حضرت ﷺ کے بعد کسی مامور من اللہ کے انکار کے ہرگز یہ معنی نہ ہوں گے کہ ایسے لوگ اللہ اور رسول کریم کے منکر ہو کر امت محمدیہ سے خارج ہیں، یا یہ کہ مسلمانوں کے معاشرے سے خارج کر دیے گئے ہیں۔"

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ نہایت ہوشیاری کے ساتھ استعمال کیے گئے ہیں۔ ان میں مسلمانوں کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی نفی نہیں کی گئی ہے، بلکہ صرف امت محمدیہ ﷺ میں شامل ہونے کا اثبات کیا گیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو شخص محمد ﷺ کو مانتا ہو اور مرزا صاحب کو نہ مانتا ہو وہ 'امت محمدیہ' سے خارج نہیں ہو سکتا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے حضرت عیسیٰ کو ماننے والا آدمی محمد ﷺ کا انکار کرنے کے باوجود امت عیسویہ میں اور حضرت موسیٰ کو ماننے والا شخص حضرت عیسیٰ کے انکار کے باوجود امت موسویہ میں شمار ہو گا۔ البتہ ایسے کسی شخص کو 'دائرۂ اسلام' میں داخل نہیں سمجھا جائے گا۔ اسی طرح قادیانی حضرت مرزا صاحب کے منکر مسلمانوں کو امت محمدیہ میں تو ضرور شامل سمجھتے ہیں، کیوں کہ وہ محمد ﷺ کے منکر نہیں ہیں، مگر دائرۂ اسلام سے بہرحال خارج سمجھتے ہیں، کیوں کہ خدا کے ایک نبی کا انکار بھی آدمی کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور ان کے نزدیک مرزا صاحب خدا کے نبی ہیں۔ پھر دوسرے فقرے میں وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ نہیں ہے کہ غیر احمدی مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں، بلکہ از راہِ لطف و کرم صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ 'مسلمانوں کے معاشرے' سے خارج نہیں کر دیے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا معاشرہ ان کے قبضے میں نہیں ہے، جس سے وہ کسی کو خارج کر سکیں۔

(ج) عدالت کا تیسرا سوال یہ تھا کہ ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟ اس کا جواب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے وکیل صاحب یہ دیتے ہیں:

"ایسے کافر کی کوئی دنیوی سزا مقرر نہیں ہے۔ وہ اسلامی حکومت میں ویسے ہی حقوق رکھتا ہے جو ایک مسلمان کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عام معاشرہ کے معاملہ میں بھی وہی حقوق رکھتا ہے جو ایک مسلمان کے ہیں۔ ہاں خالص اسلامی حکومت میں وہ حکومت کا ہیڈ نہیں بن سکتا۔ باقی رہے اخروی نتائج سو ان نتائج کا حقیقی علم تو صرف اللہ کو ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہاں پھر عدالت کو بالکل غلط اطلاع بہم پہنچائی گئی ہے۔قادیانی حضرات مسلمانوں پر جس غر کا فتویٰ لگاتے ہیں اس کے دنیوی نتائج صاحب زادہ بشیر احمد صاحب کے الفاظ میں دراصل :ییں:

''حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں،ان کولڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا،ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں؟دوقسم کے تعلقات ہوتے ہیں:ایک دینی،دوسرے دنیوی۔دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے،تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہودیوں تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔''(کلمۃ الفصل،ص۱۶۹)

رہے اس کفر کے اخروی نتائج تو وہ خود مرزا غلام احمد صاحب پر'نازل شدہ الہام' کے بہ موجب یہ ہیں:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔''(تبلیغ رسالت،جلد نہم،ص ۲۷)

اب یہ بات ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ قادیانی حضرات کی نگاہ میں جو وزن مرزا صاحب کے الہام کا ہو سکتا ہے وہ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے اس بیان کا نہیں ہو سکتا جو انہوں نے تحقیقات کی ضرورت سے صدر انجمن احمدیہ کے وکیل کی حیثیت میں دیا ہے۔نیز مرزا صاحب کے مسلک کی جو تفسیر ان کے'اہل بیت' میں سے ایک بزرگ نے فرمادی ہے اسے بہ ہر حال وکیل صاحب کے بیان کی بہ نسبت زیادہ سند اعتبار حاصل ہوگی۔

(د) عدالت کا سوال یہ تھا کہ کیا مرزا صاحب کو رسولِ کریم ﷺ کی طرح اور اسی طریقہ سے الہام ہوتا تھا؟جواب میں اقرار کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب پر وحی نازل ہوتی تھی اور اس کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وحی مرتبے اور حیثیت میں اس وحی سے کم تر تھی جو نبی ﷺ پر نازل ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ عدالت کے سوال کا صحیح جواب نہیں ہے۔ اس میں جو بات چھپائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق مرزا صاحب کی وحی اپنی نوعیت کے لحاظ سے ویسی ہی ہے جیسی نبی ﷺ کی وحی تھی اور اس کے نہ ماننے والے کی حیثیت وہی ہے جو قرآن کے نہ ماننے والے کی ہے۔ یہ بات مرزا غلام احمد صاحب نے خود ان الفاظ میں بیان کی ہے:

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطا ہا ہمیں ست ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک و وحید
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات
واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صفحہ ۲۸۷، مجموعہ کلام مرزا غلام احمد صاحب، نزول المسیح، ص ۹۹)

(ہ) عدالت کا سوال تھا کہ کیا احمدیوں کے مذہب میں ان لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنے کے خلاف کوئی حکم موجود ہے جو مرزا صاحب کو نہ مانتے ہوں؟ جواب میں اقرار کیا گیا ہے کہ "اس وقت تک جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔" اور اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ اب مرزا صاحب کی ایک ایسی تحریر مل گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مکفر یا مکذب نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیکن اگر خط کشیدہ الفاظ پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے درحقیقت سابق کی پوزیشن میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ یہ ظاہر بات ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ایک مدعی نبوت کے معاملے میں آدمی کے لیے دو ہی رویے ممکن ہیں: یا اس کے دعویٰ کو مان لے، یا اس کا انکار کر دے۔ اقرار اور انکار کے درمیان کوئی مقام نہیں ہے۔ اب جو شخص ان کے دعوے کا انکار کرتا ہے وہ چاہے مکفر نہ ہو، مگر مکذب ہونے سے کسی طرح نہیں بچ سکتا۔ اس طرح غیر احمدی مسلمانوں کی نمازِ جنازہ کے معاملے میں قادیانیوں کی پوزیشن عملاً وہی رہتی ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ایک مدعی نبوت کے معاملے میں مکذب لازماً صرف اسی شخص کو نہیں کہتے جو صاف الفاظ میں اس کو جھوٹا کہے، بلکہ اس کے دعویٰ کا انکار بھی اس کی تکذیب ہی ہے۔

(و) عدالت کا سوال تھا کہ کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟ اور ایسی شادی کے خلاف ممانعت کا کوئی حکم موجود ہے؟ جواب میں وکیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ''احمدی مرد کی غیر احمدی لڑکی سے شادی کی کوئی ممانعت نہیں۔ البتہ احمدی لڑکی کے غیر احمدی مرد سے نکاح کو ضرور روکا جاتا ہے۔'' نیز یہ کہ ''دراصل اس ممانعت کی بنا احمدیت سے بغض اور عداوت رکھنے والوں کے اثر سے لڑکیوں کو بچانا تھا۔'' اور یہ کہ ''کوئی احمدی اپنی لڑکی کا نکاح غیر احمدی مرد سے کر دے تو اس کے نکاح کو کالعدم قرار نہیں دیا جاتا۔'' لیکن اس جواب میں اصل پوزیشن عدالت کے سامنے پیش نہیں کی گئی۔ اصل پوزیشن وہ ہے جو صاحب زادہ بشیر احمد صاحب نے کلمۃ الفصل میں بایں الفاظ بیان کی ہے:

> ''حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا...... اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔'' (صفحہ ۱۶۹)

(ز) صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے وکیل صاحب نے اپنے بیان میں عدالت کو یہ باور کرانے کی بھی کوشش کی ہے کہ قادیانیوں نے مسلمانوں کی تکفیر اور ان سے عبادت و معاشرت میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



مقاطعہ کرنے کی جو روش اختیار کی ہے اس کی نوعیت عام مسلمانوں کی دینی واخلاقی حالت پر مختلف اصلاح پسند لوگوں کی تنقیدوں اور علماء کے فتاوائے تکفیر سے مختلف نہیں ہے۔ حالاں کہ ان دونوں کے درمیان اصولاً بڑا فرق ہے۔ مسلمانوں کے بہت سے قدیم وجدید اصلاح پسند لوگوں نے اپنی تنقیدوں میں قوم کی عام اخلاقی و دینی حالت پر تنقید کرتے ہوئے جو ملامت آمیز باتیں کہیں اور لکھی ہیں ان کا منشا ساری قوم کی تکفیر کرنا نہیں ہے، بلکہ ان کو اصلی اور حقیقی اسلام کی طرف واپس آنے کے لیے اکسانا ہے اور وہ کوئی نئی بات منوانے کی کوشش نہیں کرتے، بلکہ اسلام کے انہی عقائد اور احکام کی پیروی کا مطالبہ کرتے ہیں جو سب مسلمانوں کے نزدیک مسلّم ہیں۔ اسی طرح مختلف فرقوں کے علماء نے ایک دوسرے کی تکفیر میں جتنی تحریریں بھی لکھی ہیں وہ زیادہ تر اس بنیاد پر ہیں کہ ایک عالم کی رائے میں دوسرے فرقے کے لوگ اسلام کے مسلّمہ عقائد سے ہٹ گئے ہیں، نہ اس بنیاد پر کہ وہ اس عالم کی پیش کردہ کسی نئی بات کو نہیں مانتے۔ اس کے برعکس قادیانیوں نے تمام غیر احمدی مسلمانوں کے مقابلے میں تکفیر اور عبادت و معاشرت کے مقاطعے کی جو روش اختیار کی ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کے دعوائے نبوت کو نہیں مانتے اور ظاہر ہے کہ یہ دعوائے نبوت ایک نئی چیز ہے اور اس عقیدۂ ختم نبوت کے بالکل خلاف ہے جو تمام مسلمانوں کے نزدیک اسلام کا مسلّمہ عقیدہ ہے۔ یہ بنیادی اور اصولی فرق اس واقعی فرق کے علاوہ ہے کہ قادیانی تکفیر کے سوا کوئی دوسری تکفیر ایسی نہیں ہے جس نے مسلمانوں کے کسی فرقے کو عام مسلمانوں سے عبادات، شادی بیاہ، معاشی مفاد اور سیاسی آرزوؤں اور تمناؤں میں عملاً بالکل الگ کر دیا ہو اور زندگی کے ہر میدان میں اس کو سوادِ اعظم سے نبرد آزما کر دیا ہو۔

## قادیانیوں کی جارحانہ روش محض اتفاقی نہیں ہے

عدالت میں یہ سوال بھی اٹھایا گیا ہے کہ اگر احمدی اپنے جارحانہ طور طریقے سے باز آجائیں اور ریاست کے اندر ایک ریاست قائم کرنے کی کوشش ترک کر دیں تو کیا پھر بھی انہیں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جائے گا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جو کچھ اس وقت تک قادیانیوں سے ظہور میں آیا ہے وہ اتفاقی واقعہ نہیں ہے، بلکہ ایک امت کے اندر دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امت بنانے کا لازمی اور فطری نتیجہ ہے۔ ہر دعوائے نبوت عین اپنی فطرت کے تقاضے سے ایک مستقل امت پیدا کرتا ہے اور اسے ان سب لوگوں سے جدا کر دیتا ہے جو اس دعوے کو نہ مانیں۔ یہ نئی امت اگر صاف اور سیدھے طریقے سے پہلی امت سے الگ ہو جائے تو نزاع اور تصادم کی وہ خاص حالت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی جو قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان پیدا ہوئی۔ لیکن اگر وہ امت کے اندر ایک امت بن کر رہنا چاہے تو کش مکش برپا ہونا ناگزیر ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں مذہبی نزاع کو معاشرتی نزاع بننے سے اور پھر معاشی و سیاسی نزاع تک پہنچنے سے کسی طرح نہیں روکا جا سکتا۔ لہٰذا محض خیالی مفروضات پر کوئی ایسی رائے قائم کرنا لا حاصل ہے جو واقعات کی دنیا میں نہ چل سکتی ہو۔ قادیانیوں کے مسلمانوں میں شامل رہنے کی کوئی صورت اگر ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت کا عقیدہ چھوڑ دیں اور اگر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتے تو پھر انہیں مسلمانوں سے الگ ایک امت بن کر رہنا چاہیے اور اس امر واقعی کو دستوری و قانونی حیثیت سے تسلیم کیا جانا چاہیے۔

## کفر، تکفیر اور خروجِ از اسلام

عدالت میں کفر اور تکفیر کے متعلق کچھ اصولی سوالات بھی چھیڑے گئے ہیں، مگر ان کے واضح اور تشفی بخش جوابات نہیں دیے گئے۔ اس سلسلے میں چند باتیں وضاحت کے ساتھ عدالت کے سامنے آجانی چاہئیں:

(الف) 'کفر' اور 'خروج از اسلام' ہر صورت اور ہر حالت میں لازماً ایک ہی چیز نہیں ہیں۔ جو کفر انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ آدمی (۱) ان بنیادی عقائد میں سے کسی کا انکار کر دے، جن کے ماننے کا اسلام میں مطالبہ کیا گیا ہے، یا (۲) کسی ایسے قول یا فعل کا مرتکب ہو جو صریح طور پر انکار کا مترادف ہو، مثلاً بت کو سجدہ کرنا یا نبی ﷺ کو گالی دینا یا قرآن کی بالارادہ توہین کرنا یا خدا اور رسول کے ثابت شدہ احکام میں سے کسی کو ماننے سے انکار کر دینا، یا (۳) ایمانی عقائد میں حذف یا اضافے یا تحریف کی نوعیت کا کوئی ایسا ردو بدل کر دے، جس سے وہ عقیدہ بنیادی طور پر بگڑ جاتا ہو، مثلاً توحید کے ساتھ شرک جلی کی آمیزش یا انبیاء کے زمرے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کسی غیر نبی کو شامل کرنا اور اس کی تعلیمات کو وحی منزل من اللہ ماننا۔

(ب) مذکورہ بالا کفر کے سوا قرآن اور حدیث میں بہت سے ایسے کافرانہ یا منافقانہ افعال، اخلاق اور خیالات کا ذکر کیا گیا ہے جن کے لیے یا تو کفر کا لفظ استعمال ہوا ہے یا یہ کہا گیا ہے کہ ایسے لوگ مومن نہیں ہیں، یا دوسرے ایسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو سلب ایمان کے ہم معنی ہیں۔ مثلاً استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن میں کفر سے تعبیر کیا گیا ہے، ترک نماز کو حدیث میں کفر کہا گیا ہے، جہاد سے جی چرانے والوں پر قرآن و حدیث، دونوں میں منافقت کا حکم لگایا گیا ہے، بدعہدی اور خیانت کرنے والے کے متعلق حدیث میں صاف کہا گیا ہے کہ اس کا دین ہے نہ ایمان۔ اس طرح کی آیات اور احادیث کا صحیح مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض فرقوں (مثلاً معتزلہ اور خوارج) نے اور بعض دوسرے غیر محتاط لوگوں نے ہر ایسے شخص کو خارج از اسلام ٹھہرا دیا جو خدا اور رسولؐ کے ان ارشادات کا مصداق ہو۔ مگر نہ تو قرآن و حدیث کا سیاق و سباق یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس خاص نوعیت کا کفر و نفاق آدمی کو خارج از ملت کر دیتا ہے اور نہ نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور کا عمل ہی یہ ثابت کرتا ہے کہ جن لوگوں میں اس نوعیت کا کفر و نفاق پایا گیا ان کو مسلمانوں کی ملت سے نکال باہر کیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے محتاط اہل علم نے ہمیشہ اس کفر و نفاق اور خارج از ملت کر دینے والے کفر کے درمیان فرق ملحوظ رکھا ہے اور انہیں خلط ملط کر دینے کی سخت مخالفت کی ہے۔ مصلحینِ امت نے اگر کبھی اس نوعیت کے کافرانہ خصائل رکھنے والوں کو نامسلمان کہا بھی ہے تو ڈرانے اور اطاعت کی طرف مائل کرنے کے لیے کہا ہے، نہ کہ واقعی دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے کے لیے۔

(ج) کسی شخص کے قول یا فعل سے اگر کوئی ایسا مفہوم نکلتا ہو جو کفر صریح کا ہم معنی ہو تو اس پر تکفیر کا فتویٰ دینے سے پہلے ضروری ہے کہ (۱) خود اس شخص سے اس کی بات کا مطلب پوچھا جائے، (۲) اس کے اقوال و افعال پر بہ حیثیت مجموعی نگاہ ڈال کر دیکھا جائے کہ اس کے اس خاص قول یا فعل کا کون سا مفہوم اس کے مجموعی طرزِ خیال و عمل سے مناسبت رکھتا ہے، اور (۳) اگر اس کے قول یا فعل کی اچھی اور بری دونوں تاویلیں ممکن ہوں تو اچھی تاویل کو ترجیح دی جائے اِلاّ یہ کہ بری تاویل کو ترجیح دینے کے لیے قوی قرائن موجود ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



علماء نے ان ضروری احتیاطوں کا لحاظ کیے بغیر دوسروں پر بے تحاشا تکفیر کے فتوے جڑ دیے ہیں، مگر اس طرح کی غیر محتاط تکفیر کبھی یہ نتیجہ پیدا نہ کرسکی کہ جس کی تکفیر کی گئی ہو وہ واقعی خارج از ملت قرار پا گیا ہو۔ صرف یہی نہیں کہ ایسے مکفرین کے دلائل کو دوسرے علماء کے دلائل نے بے وزن کر دیا، بلکہ مسلمانوں کے اجتماعی ضمیر نے بھی تکفیر کے ان فتووں کو قبول نہ کیا۔ تاریخ میں صرف چند ہی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ کسی فرقے کے خارج از ملت ہونے پر مسلمانوں میں اتفاق ہوا ہو اور ایسی ہر مثال میں خروج از ملت کا اتفاق کسی ایسے کفر صریح کی وجہ سے ہوا ہے جس میں واقعی کسی تاویل کی گنجائش نہ تھی۔ مثلاً نصیریوں کے معاملے میں، جو حضرت علیؓ کو خدا کہتے تھے، یا فرقہ یزیدیہ کے معاملے میں، جو اس بات کے قائل تھے کہ محمد ﷺ کے بعد ایک اور نبی آئے گا اور اس کے آنے پر شریعت محمدیہ منسوخ ہو جائے گی، یا فرقہ میمونیہ کے معاملے میں، جو سورۂ یوسف کو قرآن کی ایک سورت ماننے سے انکار کرتے تھے۔ ان گنی چنی مثالوں پر اب صرف ایک قادیانی گروہ کا اضافہ ہوا ہے، جس کی تکفیر (بہ معنی خروج از ملت) پر تمام علماء اسلام اور عام مسلمان متفق ہو گئے ہیں، کیوں کہ وہ بات ہی ایسی لے کر اٹھے ہیں جس کی موجودگی میں ہمارا اور ان کا بہ یک وقت مسلم و مومن ہونا ممکن نہیں ہے۔ ان کا نبی اگر سچا ہے تو ہم کافر ہیں اور جھوٹا ہے تو وہ کافر ہیں۔

(د) بلاشبہ ایک حدیث میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو کافر کہے اور وہ درحقیقت کافر نہ ہو تو کفر اسی شخص کی طرف پلٹ جائے گا، جس نے اسے کافر کہا تھا، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جو کوئی میری تکفیر کرے میں جواب میں اس کی تکفیر کر ڈالوں۔ یہ بات نہ حدیث کے الفاظ سے نکلتی ہے اور نہ آں حضرت ﷺ کا یہ منشا ہو سکتا تھا کہ جھگڑالو شخصیتوں کو تکفیر بازی کے لیے ایک ہتھیار فراہم کر دیں۔ حدیث کا منشا صرف یہ ہے کہ تکفیر کا فتویٰ دیتے ہوئے آدمی کو ڈرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس کی وہ تکفیر کر رہا ہو وہ حقیقت میں کافر نہ ہو اور خدا کے ہاں الٹا یہ مفتی ہی کفر بانٹنے کے جرم میں پکڑا جائے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# تیسرے بیان کے ضروری اقتباسات

## ختم نبوت۔مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ

ختم نبوت کی یہ تعبیر کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی اور کسی نوعیت کا نبی نہیں آ سکتا اور یہ کہ آپ آخری نبی ہیں، جن کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور یہ کہ آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے اور جو اس کو مانے وہ کاذب اور کافر اور دائرۂ ملت سے خارج ہے، یہ آغاز اسلام سے آج تک تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے، جس میں اسلامی فرقوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس عقیدے کی بنیاد قرآن، سنت اور اجماع امت پر ہے:

### (الف) عقیدۂ ختم نبوت قرآن سے ثابت ہے

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بالفاظ صریح خاتم النّبیین قرار دیا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(الاحزاب:۴۰)

"محمدؐ نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النّبیین۔"

خاتم کے لفظ کو خواہ بالکسر خَاتِم پڑھا جائے یا بالفتح خَاتَم، دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے۔ خاتم لفظ ختم سے نکلا ہے، جس کے معنی مہر کرنے یا لگانے کے ہیں۔ اگر خَاتِم پڑھا جائے تو یہ مہر کرنے والے کے معنی ہوگا اور اگر خَاتَم پڑھا جائے تو اس کے معنی خود مہر کے ہیں۔ دونوں صورتوں میں مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت سے انبیاء کے سلسلے پر مہر لگ گئی ہے۔ یہ آیت جس سیاق و سباق میں آئی ہے وہ اس معنی کو قطعی طور پر ثابت کر دیتا ہے اور کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دوسرے معنی کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ سیاق وسباق یہ ہے کہ عرب میں منہ بولے بیٹے کو بالکل صلبی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا، جس سے بے اولاد لوگوں کے دوسرے رشتے دار وراثت سے محروم ہو جاتے تھے اور گھر میں ایک غیر صلبی بیٹے کا اصلی بیٹے کی طرح رہنا بہت سی معاشرتی خرابیاں پیدا کرتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کے پہلے رکوع میں متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ نے اپنی بیوی حضرت زینبؓ کو طلاق دی تو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپؐ خود حضرت زینبؓ سے شادی کر کے عرب کی اس رسم کو عملاً توڑ دیں۔ چناں چہ آپؐ نے اس پر عمل کیا اور اس پر نہ صرف مدینے میں، بلکہ عرب کے دوسرے حصوں میں بھی نبی ﷺ کے خلاف پروپیگنڈے کا ایک سخت طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ منافقین، یہود اور مشرکین سب یہ کہتے تھے کہ انہوں نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے اور جب یہ کہا جاتا تھا کہ جس شخص کی مطلقہ بیوی سے شادی کی گئی ہے وہ آپ کا صلبی بیٹا نہ تھا، اس لیے اس سے شادی کرنا جائز تھا، تو جواب میں وہ کہتے تھے کہ بالفرض یہ جائز ہی سہی، مگر اس فعل کا کرنا کیا ضروری تھا؟ ان اعتراضات کے جواب میں سورۂ احزاب کا پانچواں رکوع نازل ہوا، جس میں پہلے تو اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ نبی نے یہ فعل ہمارے حکم سے کیا ہے، پھر مذکورہ بالا آیت میں معترضین کو تین جواب دیتا ہے:

۱- یہ کہ محمد ﷺ تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، یعنی جو نکاح انہوں نے کیا ہے، وہ 'بہو' سے ہوا ہی نہیں، پھر اس پر اعتراض کیسا۔

۲- یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، یعنی ان کا فرض ہے کہ شریعتِ الٰہی کے احکام کو نہ صرف بیان کریں، بلکہ خود ان پر عمل بھی کریں اور غیر شرعی رسموں کو مٹائیں۔

۳- یہ کہ وہ خاتم النّبیین ہیں، یعنی وہ رسول بھی ایسے ہیں کہ ان کے بعد کوئی رسول یا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اگر وہ کسی خرابی کو باقی رہنے دیں تو یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ بعد میں کوئی دوسرا آ کر اس کی اصلاح کر دے گا۔

اس سیاق وسباق میں نہ یہ معنیٰ لیے جا سکتے ہیں کہ وہ اپنی مہر لگا کر آئندہ نئے نبی بناتے رہیں گے اور نہ یہ معنیٰ لیے جا سکتے ہیں کہ وہ خاتم النّبیین بمعنی افضل النّبیین ہیں، جن پر نبوت کے کمالات تو ختم ہو گئے، مگر سلسلۂ نبوت بند نہ ہوا۔ ان دونوں من گھڑت معنوں میں سے جو بھی لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جائیں گے، خاتم النّبیین کا فقرہ اس سیاق وسباق میں بالکل مہمل ہو جائے گا۔

## (ب) ختم نبوت اور احادیثِ نبوی

نبی ﷺ نے نہایت واضح الفاظ میں مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے اس کی تشریح فرمادی ہے، جس کے بعد کوئی شخص جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی ایمان ہو، کسی دوسری تعبیر و تاویل کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ ضمیمہ نمبر ایک (۱) میں ہم نے وہ تمام احادیث جمع کر دی ہیں جو اس آیت کی تفسیر میں نہایت مضبوط سندوں کے ساتھ کتب حدیث میں نبی ﷺ سے منقول ہیں۔ ان احادیث کو دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے یہ مضمون ایک دفعہ نہیں، بارہا بیان کیا ہے اور ایسے صریح الفاظ میں بیان کیا ہے جن سے زیادہ صریح الفاظ اس کے لیے اور کوئی ہو نہیں سکتے۔

## (ج) ختمِ نبوت اور مفسرین کرام

قدیم زمانے سے آج تک امت کے تمام علماء اس آیت کے وہی معنی سمجھتے رہے ہیں جو اوپر ہم نے بیان کیے ہیں۔ ضمیمہ نمبر دو (۲) میں ہم نے تیسری صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک کے تمام اکابر مفسرین کی تفسیریں نقل کر دی ہیں، جنہیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں ہر ملک کے مفسر اس کا صرف یہی ایک مطلب لیتے رہے ہیں۔ اس کے سوا کسی مفسر کا کوئی قول پیش نہیں کیا جا سکتا۔

## (د) ختمِ نبوت اور اجماعِ صحابہؓ

نبی ﷺ کی وفات کے متصلاً بعد صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق ان سب لوگوں کے خلاف جنگ کی جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا یا اس دعوے کو مانا۔ اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابلِ ذکر ہے۔ معتبر روایات سے یہ ثابت ہے کہ مسیلمہ کذّاب نے نبی ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کیا تھا۔ وہ آپؐ کو نبی تسلیم کرتا تھا، البتہ خود اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا۔ طبری وہ خط نقل کرتا ہے جو مسیلمہ نے حضورؐ کی وفات سے پہلے آپؐ کو لکھا تھا۔ اس میں وہ لکھتا ہے:

من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله، سلام علیک فانی قد أشرکت فی الأمر معک.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے ساتھ امر نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔'' (تاریخ طبری، جلد دوم، ص ۳۹۹)

مگر اس کے باوجود وہ کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا۔ پھر تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنوحنیفہ نیک نیتی کے ساتھ (In Good Faith) اس پر ایمان لائے تھے۔ البدایۃ والنہایۃ میں ابن کثیر نے تفصیل کے ساتھ وہ وجوہ بتائے ہیں جن کی بنا پر بنوحنیفہ اس کے فتنے میں مبتلا ہوئے۔ اس سلسلے میں وہ بتاتے ہیں کہ ایک شخص رحال بن عنفوہ پہلے نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوا اور کچھ مدت رہ کر قرآن سیکھتا رہا۔ پھر وہ مسیلمہ کے پاس جا کر اس کی نبوت پر ایمان لے آیا اور اس نے بنوحنیفہ کو یقین دلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اس کو شریک فی الامر کیا ہے۔ نیز جو قرآن اس کو یاد تھا اسے اس شخص نے مسیلمہ پر نازل شدہ کلام کی حیثیت سے بنوحنیفہ کے سامنے پیش کیا۔ یہی چیز بنوحنیفہ کے لیے سب سے بڑھ کر فتنہ کا موجب بنی۔ (جلد پنجم، ص ۵۱) مگر اس نیک نیتی کے باوجود صحابہ کرام نے بنوحنیفہ کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔

پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ مسیلمہ اور بنوحنیفہ کے خلاف صحابہ کرامؓ کی جنگ بربنائے دعوائے نبوت نہ تھی، بلکہ بر بنائے خروج و بغاوت تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اسلامی قانون میں جن لوگوں کے خلاف خروج و بغاوت کے جرم میں فوج کشی کی جاتی ہے ان کے اسیروں کو غلام نہیں بنایا جاتا، خواہ وہ مسلمان ہوں یا ذمی۔ مگر مسیلمہ کے پیروؤں کے خلاف جو فوج کشی کی گئی تھی اس کے آغاز ہی میں حضرت ابوبکرؓ نے یہ اعلان فرمایا تھا:

ان یسبی النساء والذراری ولا یقبل من احد غیر الاسلام

''ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنالیا جائے گا اور ان سے اسلام کے سوا کوئی چیز قبول نہ کی جائے گی، یعنی وہ ذمی نہیں بنائے جائیں گے۔'' (البدایۃ والنہایۃ، جلد ۶، ص ۳۱۶)

اور واقعۃً بھی یہی ہوا کہ بنوحنیفہ کے اسیر غلام بنائے گئے اور یہ مشہور واقعہ ہے کہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علیؓ کے حصے میں آئی۔ حضرت علیؓ کے نامور صاحب زادے محمد بن حنیفہ اسی حنفی لونڈی کے بطن سے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ، جلد ۶، صفحہ ۳۲۵)

یہ تھا ختم نبوت اور ارتداد کے مسئلے میں صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت کا متفقہ فیصلہ۔ اسلام اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس کے اصول وقوانین کے لیے قرآن وحدیث کے بعد اجماع صحابہؓ سے بڑھ کر کوئی سند نہیں ہے اور کم از کم کوئی معقول آدمی تو یہ بات نہیں مان سکتا کہ جن لوگوں نے نبی اکرمؐ سے براہِ راست تعلیم وتربیت پائی تھی، ان کی متفقہ رائے تو اسلام کی صحیح ترجمان نہ ہو اور آج کوئی زید یا بکر جس چیز کو اپنی جگہ اسلام سمجھ بیٹھا ہو وہ اصلی اسلام ہو۔

## (۵) ختم نبوت اور جمہور امت

دورِ صحابہؓ کے بعد سے لے کر آج تک ختم نبوت کے بارے میں امت کے فقہاء، محدثین اور مفسرین کا کیا مسلک رہا ہے، اسے ہم نے ضمیمہ نمبر دو (۲) اور تین (۳) میں پیش کر دیا ہے۔ اس میں یہ بات دیکھی جا سکتی ہے کہ ایک ہی بات ہے جسے پہلی صدی ہجری کے امام ابوحنیفہؒ سے لے کر تیرہویں صدی کے علامہ آلوسیؒ تک سب کہتے چلے آ رہے ہیں۔ ان میں ہندوستان کے مصنفین فتاویٰ عالمگیری، ایران کے امام غزالیؒ، ماوراء النہر کے ملا علی قاریؒ، ترکی کے اسماعیل حقیؒ، عراق کے علامہ آلوسیؒ، شام کے علامہ ابن کثیرؒ، مصر کے امام سیوطیؒ، یمن کے امام شوکانیؒ، مراکش کے قاضی عیاضؒ اور اندلس کے ابن حزمؒ سب شامل ہیں۔ پھر ان میں زمخشریؒ معتزلی ہیں، تو امام رازیؒ اشعری، شوکانیؒ اہل حدیث ہیں تو ابن حزمؒ ظاہری، ابن کثیرؒ حنبلی ہیں تو امام غزالیؒ شافعی، قاضی عیاضؒ مالکی ہیں تو اسماعیل حقیؒ اور آلوسیؒ اور ابن نجیمؒ وغیرہ حنفی۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس مسئلے میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ہر ملک، ہر زمانے اور ہر مسلک و مذہب کے مسلمانوں کا عقیدہ ایک ہی رہا ہے۔

یہ امر نظر انداز نہ کیا جانا چاہیے کہ ختم نبوت کا یہ عقیدہ محض ایک اعتقادی مسئلہ نہیں ہے جس میں اختلاف رونما ہونے کے اثرات ونتائج صرف فکر وخیال کی دنیا تک محدود رہ سکتے ہیں، بلکہ یہی وہ واحد بنیاد ہے جس پر مسلمانوں کی پوری قومی عمارت قائم رہ سکتی ہے، جس کی بقا پر مسلم ملت کی وحدت اور اس کا استحکام منحصر ہے اور جس کے متزلزل ہو جانے کے اثرات ونتائج محض 'مذہب' کے دائرے تک محدود رہ جانے والے نہیں ہیں، بلکہ تمدنی، سیاسی اور معاشی اور بین الاقوامی ہر حیثیت سے ہمارے لیے سخت مہلک ہیں۔ تاریخ کے دوران میں مسلمانوں کے درمیان عقائد اور اصول و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فروع میں بے شمار اختلافات رونما ہو چکے ہیں اور اب بھی ہوئے جا رہے ہیں، جن کے نہایت برے اثرات ہماری اجتماعی زندگی پر مرتب ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں، مگر شروع سے آج تک جس چیز نے تمام تفرقوں اور اختلافات کے باوجود ہم سب کو ایک ملت بنا رکھا ہے اور جس چیز کی بدولت ہمیشہ قومی خطرات و مصائب کے وقت یا اہم قومی مسائل پیش آنے پر ہمارا متحد ہو کر کام کرنا ممکن ہوا ہے وہ صرف ایک رسول کی پیروی پر ہمارا متفق ہونا ہے۔ یہ ایک بنیاد بھی اگر متزلزل ہو جائے اور نئے نئے رسولوں کی دعوتیں اٹھ کر ہمیں الگ الگ امتوں میں بانٹنا شروع کر دیں تو پھر کوئی طاقت ہمیں مستقل طور پر پراگندہ ہونے سے نہ بچا سکے گی اور کوئی چیز ایسی باقی نہ رہے گی، جو ہم کو کبھی جمع کر سکے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## ضمیمہ نمبر (۱)

# احادیث در بابِ ختمِ نبوت

(۱) قال النبیﷺ کانت بنو اسرائیل تسوسهم الأنبیاء کلّما هلک نبی خلفه نبی و انه لاَ نبی بعدی و سیکون خلفاء۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کا حال یہ تھا کہ ان کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اس کی جانشینی کرتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے بلکہ خلفاء ہوں گے۔''

(۲) قال النّبیﷺ ان مثلی و مثل الأنبیاء من قبلی کمثل رجل بنٰی بیتًا فأحسنه و أجمله الّا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به و یعجبون له و یقولون هَلاّ وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة و انا خاتم النّبیین. (بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النّبیین)

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے، مگر کہتے تھے کہ اس اینٹ کی جگہ پر کیوں نہ کر دی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں۔''

اسی مضمون کی چار حدیثیں مسلم، کتاب الفضائل، باب خاتم النّبیین میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں: فجئت فختمت الانبیاء (پس میں آیا اور میں نے انبیاء کے سلسلے پر مہر لگا دی)۔ یہی حدیث انہی الفاظ میں ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کتاب الآداب، باب الامثال میں بھی موجود ہے۔ مسند ابوداؤد طیالسی میں بھی جابر بن عبداللہؓ کی روایات کے سلسلے میں یہ حدیث درج کی گئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: ختم بی الانبیاء (مجھ سے انبیاء کے سلسلے پر مہر لگا دی گئی)۔ مسند احمد میں حضرت ابی بن کعب کی روایات کے سلسلے میں بھی اس مضمون کی ایک حدیث موجود ہے، اگر چہ اس کے الفاظ مختلف ہیں، مگر مضمون یہی ہے (اسی مضمون کی ایک اور حدیث امام احمدؒ نے ابوسعید خدریؓ کی مرویات میں بھی نقل کی ہے، جس کا مضمون یہی ہے)۔

**(۳) ان رسول اللہ ﷺ قال: فُضّلت علی الأنبیاء بستٍّ أُعطیت جوامع الکلم و نُصرت بالرعب و اُحلّت لی الغنائم و جُعلت لی الارض مسجداً و طهوراً و اُرسلت الی الخلق کافّة، و ختم بی النّبیون.** (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ میں یہ حدیث صرف مسلم کے حوالہ سے باب فضائل سید المرسلین میں درج کی گئی ہے)۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے: مجھے جامع و مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔ رعب کے ذریعے سے میری نصرت فرمائی گئی۔ میرے لیے غنیمت کو حلال کیا گیا۔ میرے لیے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی وضو کی جگہ تیمم جائز کیا گیا)، مجھے تمام دنیا کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ سے انبیاء کے سلسلے پر مہر لگا دی گئی۔"

**(۴) قال رسول اللہ ﷺ: ان الرسالة و النّبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی.** (ترمذی، کتاب الرویا، باب ذہاب النبوۃ)۔ مسند احمد میں بھی یہ حدیث بہ سلسلہ مرویات انس بن مالکؓ موجود ہے)۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول۔"

**(۵) قال النبی ﷺ: انا محمد، و انا أحمد، و انا الماحی الذی یمحی بی الکفر و أنا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی و**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**أنا العاقب، والعاقب الذی لیس بعدہ نبی.**

(بخاری، مسلم، کتاب الفضائل، باب اسماء النبی، ترمذی، کتاب الآداب، باب اسماء النبی، المستدرک للحاکم، کتاب التاریخ، باب اسماء النبی)

''نبی اکرمؐ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر کو محو کیا جائے گا، میں حاشر ہوں کہ میرے بعد حشر برپا ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔''

**(۶) قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ لم یبعث نبیًّا الا حذّر أمّتہ الدجال و انا اٰخر الأنبیاء و انتم اٰخر الامم و ھو خارج فیکم لاَ محالۃ.**

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الدجال)

''اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا، جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو اور میں نبیوں میں سب سے آخری ہوں اور تم امتوں میں سب سے آخری ہو، لہٰذا اب وہ (یعنی دجال) لامحالہ تمہارے ہی اندر نکلے گا۔'' یعنی مجھ سے پہلے انبیاء کی امتوں میں سے وہ نہیں نکلا تو اب اس کو تم ہی میں نکلنا ہے۔''

**(۷) عن عبد الرحمن بن جبیر قال سمعت عبد اللہ بن عمرو یقول خرج علینا رسول اللہ ﷺ یوما کالمودّ ع فقال "أنا محمد النبی الأمی ثلاثاً و لا نبی بعدی** (مسند احمد، بہ سلسلہ مرویات عبداللہ بن عمروؓ بن عاص)

''عبدالرحمٰن بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز نبی اکرمؐ اپنے مکان سے نکل کر ہمارے سامنے تشریف لائے، اس انداز سے کہ گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں، پس یہ فرمایا: ''میں محمدؐ نبی امی ہوں (تین بار یہ فقرہ آپؐ نے دہرایا) اور میرے بعد کوئی نبی نہیں......''

**(۸) قال رسول اللّٰہ ﷺ لاَ نبوۃ بعدی الّا المبشّرات، قیل وما المبشَّرات یا رسول اللہ؟ قال: الرؤیا الحسنۃ أو قال الرؤیا الصالحۃ"**

(مسند احمد، بہ سلسلہ مرویات ابوالطفیلؓ۔ اسی مضمون کی احادیث نسائی اور ابوداؤد میں بھی ہیں)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''رسول اللہؐ نے فرمایا: ''میرے بعد نبوت نہیں ہے صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔'' عرض کیا گیا: وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا: ''اچھا خواب'' یا فرمایا ''صالح خواب۔''

**(۹) قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب**

(ترمذی، کتاب المناقب)

''نبی اکرمؐ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔''

**(۱۰) قال رسول اللہ ﷺ لعلی: انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الّا انہ لا نبی بعدی، حین خلفہ فی غزوۃ تبوک.**

(مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ)

''رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علیؓ کو پیچھے چھوڑتے وقت فرمایا: میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰ کے ساتھ تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

بخاری اور مسلم نے غزوۂ تبوک کے سلسلے میں بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ مسند احمد میں اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی مرویات میں درج ہیں، جن میں سے ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: الاّ انہ لاَ نبوۃ بعدی یعنی مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔

محمد بن اسحاق، ابن ہشام، ابوداؤد طیالسی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے اس سلسلے میں جو روایات نقل کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علیؓ کو عورتوں اور بچوں کی خبر گیری کے لیے مدینے میں چھوڑنے کا فیصلہ کیا تو منافقین نے طرح طرح کی باتیں حضرت علیؓ کے متعلق کہنی شروع کر دیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ، کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؟'' تب آپؐ نے فرمایا: یا علی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ''اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ مجھ سے تم کو وہی نسبت ہو جو موسیٰ علیہ السلام سے ہارون کو تھی، یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر جاتے وقت حضرت ہارونؑ کو بنی اسرائیل کی نگرانی وحفاظت کے لیے چھوڑا تھا اسی طرح میں تم کو مدینے کی حفاظت کے لیے چھوڑ رہا ہوں، مگر ساتھ ہی حضور کو اندیشہ ہوا کہ کہیں بعد میں حضرت ہارون کے ساتھ حضرت علیؓ کو تشبیہ دینا کسی فتنے کا موجب نہ بن جائے، اس لیے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



فوراً آپؐ نے یہ فقرہ ارشاد فرمایا: الآ أنّه لا نبی بعدی یالا نبوۃ بعدی۔

اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضرت ہارونؑ کی تشبیہ کے ساتھ جب حضور نے لا نبی بعدی یا لا نبوۃ بعدی فرمایا تو اس سے یہ اشارہ بھی نکلا کہ حضور کے بعد تشریعی ہی نہیں، بلکہ غیر تشریعی نبوت کا دروازہ بھی بند ہے، کیوں کہ حضرت ہارون غیر تشریعی نبی تھے۔ شریعت ان کو نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی۔

**(۱۱) عن ثوبان قال رسول اللہﷺ:...... و انه سیکون فی امتی کذّابون ثلثون، کلّھم یزعم انه نبی و انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی.** (ابوداؤد، کتاب الفتن)

''ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:...... اور یہ کہ میری امت میں تیس (۳۰) بڑے جھوٹے ہوں گے، جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالاں کہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے بھی حضرت ثوبانؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی یہ دونوں حدیثیں روایت کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: حتّٰی یبعث دجّالون کذّابون قریب من ثلثین کلّھم یزعم انه رسول اللّٰہ۔ ''یہاں تک کہ اٹھیں گے تیس (۳۰) کے قریب دجال، جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

**(۱۲) قال النبیﷺ: لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلّمون من غیر ان یکونوا أنبیاء فان یکن من امتی احد فعمر.** (بخاری، کتاب المناقب)

''نبی اکرمؐ نے فرمایا: تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں ان میں ایسے لوگ تھے، جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ اگر میری امت میں سے کوئی ہوا تو عمر ہوگا۔''

(مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں یکلّمون کے بجائے 'محدَّثون' کا لفظ ہے، مگر مکلَّم اور محدَّث کے معنیٰ ایک ہی ہیں)۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہی نہیں مکلّم اور محدث بھی اب کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے یا ہوئے ہوں گے۔

**(۱۳) قال رسول اللہﷺ لاَ نبی بعدی ولاَ امة بعد امتی.**

(بیہقی، کتاب الرویا۔ طبرانی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے)

''نبی اکرمؐ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت (یعنی کسی نبی کی امت) نہیں۔''

**(۱۴) قال رسول اللہﷺ فانی آخر الانبیاء و انّ مسجدی آخر المساجد.** (شرح مسلم، نووی، جلد ۹، ص ۱۶۴)

''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی آخری مسجد نبوی ہے)۔''

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ضمیمہ نمبر (۲)

## آیت وَ لٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کی تفسیر میں تیسری صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک کے تمام اکابر مفسرین کے اقوال

### (۱) علامہ ابن جریر طبریؒ (۲۲۴ھ/ ۸۳۹ء-۳۱۰ھ/ ۹۲۳ء)

و لكنه رسول الله و خاتم النبيين الذى ختم النبوة فطبع عليها فلا تفتح لاحد بعده، الى قيام الساعة...... و اختلفت القرّاء فى قراة قوله وَ خَاتِمَ النَّبِيّٖنَ فقرأ ذلك قرّاء الامصار سوى الحسن و عاصم بكسر التاء من خاتم النبيين...... و قرأ ذلك فيما يذكر الحسن و عاصم خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ بفتح التاء بمعنى انه اخر النبيين. (جامع البیان، جزء ۲۲، ص ۱۲، ۱۳)

"مگر وہ اللہ کا رسول ہے اور خاتم النّبیین ہے۔" یعنی جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی کہ اس کے بعد قیامت تک وہ کسی کے لیے نہ کھلے گی......اور لفظ خاتم النّبیین کی قراءت میں قاریوں کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔ حسن اور عاصم کے سوا تمام ممالک کے قاریوں نے اس کو خاتِم النّبیین بالکسر پڑھا ہے، اس معنی میں کہ رسول اللہ ﷺ نے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگا دی...... اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے حسن اور عاصم نے اس کو خاتَم النّبیین بالفتح پڑھا ہے، اس معنی میں کہ نبی ﷺ آخری نبی ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## (۲) محی السنہ بغویؒ (متوفی ۵۱۰ھ)

ختم اللّٰہ بہ النبوۃ فھو خاتمھم ...... و تروی عن ابن عباس ان اللّٰہ تعالیٰ حکم ان لا نبی بعدہ (معالم التنزیل، جلد ۳، ص ۱۵۸)

"اللہ نے آپ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا، پس آپ انبیاء کے خاتم ہیں ...... اور ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

## (۳) علامہ زمخشریؒ (۴۶۷ھ/ ۱۰۷۵ھ۔ ۵۳۸ھ/ ۱۱۴۴ء)

فان قلت کیف کان آخر الانبیاء و عیسی ینزل فی آخر الزمان قلت معنی کونہ آخر الانبیاء انہ لاینبا احد بعدہ و عیسیٰ ممن نبی قبلہ و حین ینزل ینزل عاملا علی شریعۃ محمد مصلیا الی قبلتہ کانہ بعض امتہ. (کشاف، جلد ۲، ص ۲۱۵)

"اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے، جب کہ عیسیٰ آخری زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپؐ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے، اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیؐ پر عمل کرنے والے اور آپؐ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے بن کر نازل ہوں گے، گویا کہ وہ آپ کی امت کے ایک فرد ہیں۔"

## (۴) امام رازیؒ (۵۴۳ھ/ ۱۱۴۹ء۔ ۶۰۶ھ/ ۱۲۰۹ء)

و خَاتَم النّبیین و ذلک لأن النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیئا من النصیحۃ والبیان یستدرکہ من یأتی بعدہ و اما من لا نبی بعدہ یکون أشفق علی أمّتہ و أھدی لھم وأجدی اذ ھو کوالد لولدہ لیس لہ غیرہ من أحد (تفسیر کبیر، جلد ۶، ص ۵۸۱)

اس سلسلۂ بیان میں 'اور خاتم النّبیین' اس لیے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کسر کو پورا کر دیتا ہے، مگر جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح ہدایات دیتا ہے، کیوں کہ اس کی مثال ایسے باپ کی ہوتی ہے جو ایسے بیٹے کا باپ ہے جس کا کوئی ولی و سرپرست اس باپ کے سوا نہیں ہے۔

## (۵) قاضی بیضاویؒ (متوفی ۶۸۵ھ/ ۱۲۸۲ء)

**ای آخرھم الذی ختمھم او ختموا بہ۔ و لا یقدح فیہ نزول عیسیٰ بعدہ لانہ اذا نزل کان علی دینہ** (انوار التنزیل، جلد ۴ ص ۱۶۴)

’’یعنی آپ انبیاء میں سب سے آخری ہیں، جس نے ان پر مہر کر دی یا جس سے وہ مہر کیے گئے اور عیسیٰؑ کا آپ کے بعد نازل ہونا اس میں قادح نہیں ہے، کیوں کہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے۔‘‘

## (۶) حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفیؒ (متوفی ۷۱۰ھ/ ۱۳۱۰ء)

**و خَاتَمَ النبیین ...... ای آخرھم، یعنی لا ینبأ أحد بعدہ و عیسی ممن نبی قبلہ و حین ینزل ینزل عاملاً علی شریعۃ محمد ﷺ کأنہ بعض أمتہ** (مدارک التنزیل، ص ۴۷۱)

’’وخاتم النبیین ...... یعنی انبیاء میں سب سے آخری نبی، یعنی آپ کے بعد کوئی اور شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰؑ تو وہ آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عامل ہوں گے، گویا کہ وہ آپ کی امت ہی کے ایک فرد ہیں۔‘‘

## (۷) علاء الدین علی بن محمد بغدادیؒ (متوفی ۷۴۱ھ/ ۱۳۴۱ء)

**و خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ: ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعد و لا معہ ...... و کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا، ای دخل فی علمہ ان لا نبی بعدہ**

(تفسیر خازن، صفحہ ۴۷۱، ۴۷۲)

’’وخاتم النبیین، یعنی اللہ نے آپؐ سے نبوت ختم کر دی، پس نہ آپؐ کے بعد کوئی نبوت ہے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نہ آپ کے ساتھ کسی اور کی نبوت...... و کان اللّٰہ بکل شیء علیمًا یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

## (۸) علاّمہ ابن کثیر دمشقیؒ (متوفی ۷۷۴ھ)

فھذہ الاٰیۃ نص فی انہ لاَ نبی بعدہ و اذا کان لاَ نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولٰی والأخرٰی لأن مقام الرسالۃ أخصّ من مقام النّبوۃ فان کل رسول نبی ولاَ ینعکس.

(تفسیر القرآن العظیم، جلد ۳، ص ۴۹۴)

''پس یہ آیت اس باب میں نص ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول تو بہ درجہ اولیٰ نہیں ہے۔ کیوں کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت کے اخص ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور اس کے برعکس ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔''

## (۹) علاّمہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء)

وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیمًا أی علیمًا بِانْ لاَ نبی بعدہ و اِذَا نزل عیسٰی یحکم بشریعتہ (تفسیر جلالین، ص ۷۶۸)

''یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔''

## (۱۰) شیخ اسماعیل حقیؒ (متوفی ۱۱۳۷ھ)

وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ قرأ عاصم بفتح التاء و ھو آلۃ الختم بمعنی ما یختم بہ کالطابع بمعنی ما یطبع بہ والمعنی و کان آخرھم الذی ختموا بہ و بالفارسیۃ مھر پیغمبران، یعنی بد و مھر کردہ شد در نبوت و پیغمبران را بدو ختم کردہ اند، و قرأ الباقون بکسر التاء ای کان خَاتِمھم ای فاعل فکانت بالفارسیۃ مھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**کننده پیغمبراں است و هو بالمعنى الأول...... فکانت علماء أمته ورثته عليه السلام من جهة الولاية و انقطع إرث النبوة بختميته، ولا يقدح فى كونه خاتم النبيين نزول عيسى بعده لان معنى كونه خاتم النبيين انه لاينبأ بعده أحد، كما قال لعلى انت منى بمنزلة هارون من موسٰى الا انه "لاَ نبى بعدى" و عيسٰى ممن تنبّأ قبله و حين ينزل انما ينزل على شريعة محمد عليه السلام مصلّيًا الى قبلته كانه بعض امته فلا يكون اليه و حى و لاَ نصب أحكام، بل يكون خليفة رسول اللّٰه** (روح البیان، جلد ۲۲، ص ۱۸۸)

"و خاتم النّبیین، عاصم نے اس کوت کی فتح کے ساتھ پڑھا ہے، جس کے معنی ہیں آلۂ ختم کے، جس سے مہر کی جاتی ہے، جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپہ لگایا جائے۔ مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ انبیاء میں سب سے آخر تھے، جن سے نبیوں پر مہر لگائی گئی۔ فارسی میں اسے 'مہر پیغمبراں' کہیں گے، یعنی آپؐ سے نبوت کے دروازے پر مہر لگا دی گئی اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ باقی قاریوں نے اس لفظ کو 'ت' کی کسر کے ساتھ پڑھا ہے، یعنی آپ خاَتِم بہ معنی فاعل ختم تھے۔ فارسی میں اس کو 'مہر کنندۂ پیغمبراں' کہیں گے۔ اس طرح یہ لفظ بھی خاتم ہی کا ہم معنی ہے...... پس آپ کی امت کے علماء ولایت کے اعتبار سے آپؐ کے وارث ہیں اور آپ کی خمیت سے نبوت کی میراث منقطع ہو چکی ہے اور آپؐ کے بعد عیسیٰ (علیہ السلام) کا نزول آپؐ کے خاتم النّبیین ہونے میں قادح نہیں ہے، کیوں کہ آپ کے خاتم النّبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا، جیسا کہ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: "تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" اور عیسیٰ ان لوگوں میں سے تھے جو آں حضرت ﷺ سے پہلے نبی ہوئے تھے۔ جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد علیہ السلام پر نازل ہوں گے اور آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے، گویا کہ وہ آپ کی امت کے افراد میں سے ہیں۔ پس ان کی طرف نہ وحی ہوگی نہ وہ نئے احکام قائم کریں گے، بلکہ رسول اللہؐ کے خلیفہ ہوں گے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## (۱۱) علامہ شوکانیؒ (متوفی ۱۲۵۵ھ)

**قرأ الجمهور خَاتِم بكسر التاء و قرأ عاصم بفتح التاء و معنى القراءة الاُولى انه ختمهم اى جاء آخرهم و معنى القراءة الثانية انه صار كالخاتم لهم الذى يختمون به و يتزينون بكونه منهم.**

(فتح القدیر، جلد۴، ۲۷۵)

''جمہور نے اس لفظ کو خاتِم 'ت' کی کسر کے ساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے 'ت' کے فتح کے ساتھ (خاتَم) پہلی قراءت کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ نے انبیاء پر مہر کردی، یعنی سب کے آخر میں آئے اور دوسری قراءت کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ ان کے لیے مہر کی طرح ہو گئے، جس کے ذریعے سے ان پر مہر کی گئی اور جس کے شمول سے انبیاء کا گروہ مزین ہوا۔''

## (۱۲) علامہ آلوسی بغدادیؒ (متوفی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء)

**و المراد بالنبى ما هو أعمّ من الرسول فيلزم من كونه ﷺ خاتم النّبيين كونه خاتم المرسلين و المراد بكونه عليه السلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فى أحد من الثقلين بعد تحليه عليه السلام بها فى هذه النشأة** (روح المعانی، جلد ۲۲، ص ۲۳)

''لفظ نبی بہ نسبت رسول کے عام ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے سے لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم المرسلین بھی ہوں اور ان کے خاتم ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس زندگی میں نبی ﷺ کے نبوت سے آراستہ ہو جانے کے بعد اب جن و انس میں سے کسی شخص کے اندر از سرِ نو وصفِ نبوت پیدا نہ ہوگا۔''

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ضمیمہ نمبر (۳)

## عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور مدعی نبوت کی تکفیر کے باب میں علمائے امت کے اقوال

### (۱) امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ-۱۵۰ھ)

و تنبّأ رجل فی زمن أبی حنیفة و قال أمهلونی حتی أجی بالعلامات فقال أبو حنیفة: من طلب منه علامة فقد کفر لقوله علیه السلام لا نبی بعدی.

(روح البیان جلد ۲۲، ص ۱۸۸ و مناقب الامام الاعظم لابن احمد مکی متوفی ۵۶۸ھ)

''ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: جو شخص اس سے علامات کا مطالبہ کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیوں کہ نبی ﷺ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

### (۲) علامہ ابن حزمؒ (۳۸۴/۹۹۴-۴۵۶ھ/۱۰۶۴ء)

و ان الوحی قد انقطع مذ مات النبی ﷺ، برهان ذلک ان الوحی لا یکون الا الی نبی و قد قال عزوجل مَا کَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِن رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ (المحلی، جلد ۱، ص ۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''اور یقیناً وحی کا سلسلہ نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد سے منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمدؐ نہیں ہیں تم میں سے کسی کے باپ، مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم ہیں نبیوں کے۔''

## (۳) امام غزالیؒ (۴۵۰/۱۰۵۸-۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء)

**ان الامة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ انه أفهم عدم نبي بعده ابدًا و عدم رسول بعده ابدًا و انه ليس فيه تأويل ولا تخصيص و من أوّله بتخصيص فكلامه من أنواع الهذيان لاَ يمنع الحكم بتكفير لانه مكذّب هذا النص أجمعت الامة على انه غير ماؤل ولا مخصوص.** (الاقتصاد فی الاعتقاد، ص ۱۱۳)

''امت نے اس لفظ (لا نبی بعدی) سے بالاجماع یہ سمجھا ہے کہ نبی اکرمؐ نے یہ بتا دیا ہے کہ آپؐ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول۔ اور یہ کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ جو شخص اس کی تاویل کر کے اسے خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے، اس کا کلام مجنونانہ بکواس کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس پر تکفیر کا حکم لگانے میں مانع نہیں ہے، کیوں کہ وہ اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے متعلق تمام امت کا اجماع ہے، کہ اس کی تاویل و تخصیص نہیں کی جا سکتی۔''

## (۴) قاضی عیاضؒ (متوفی ۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء)

**أو من ادّعى النبوة لنفسه أو جوّز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها كالفلاسفة و غلاة المتصوفة و كذلك من ادعى منهم انه يوحى اليه و ان لم يدّع النبوة...... فهولاء كلهم كفّار مكذّبون للنبيﷺ لانه أخبرﷺ انه خاتم النبيين لا نبي بعده و أخبر عن الله تعالى انه خاتم النبيين و انه أُرسل كافة للناس و أجمعت الامة على حمل هنا الكلام على ظاهره و ان مفهومه المراد به دون تأويل ولاَ تخصيص فلا شك في كفر**

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



هؤلاءِ الطوائف كلّها قطعاً إجماعًا و سمعًا ...... و كذٰلك مــن ادّعى نبوة أحد مع نبينا ﷺ او بعده.

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد۲ صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱)

''جو شخص خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا جو نبوت کے اکتساب اور صفائی قلب کے ذریعے سے مرتبہ نبوت تک پہنچ جانے کو جائز رکھے، جیسا کہ فلسفی لوگ اور غالی متصوفین کہتے ہیں اور اسی طرح جو دعوے کرے کہ اس پر وحی آتی ہے، اگرچہ نبی ہونے کا دعویٰ نہ کرے... ایسے سب لوگ کافر ہیں اور نبی اکرمؐ کی تکذیب کرنے والے ہیں، کیوں کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں، کوئی نبی آپؐ کے بعد آنے والا نہیں اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں، جنہیں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس مفہوم و مراد میں تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ان تمام لوگوں کے کفر میں شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے، بر بنائے اجماع بھی اور بر بنائے نقل بھی ...... اور اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو نبی اکرمؐ کے ساتھ یا آپؐ کے بعد کسی کی نبوت کا قائل و مدعی ہو۔''

## (۵) علامہ شہرستانیؒ (م ۵۴۸ھ / ۱۱۵۳ء)

و كذٰلك من قال ...... او ان بعد محمد ﷺ نبياً غير عيسى بن مريم عليه السلام فانه لا يختلف اثنان في تكفيره

(الملل والنحل، جلد ۳، ص ۲۴۹)

''اور اسی طرح جو کہے ...... یا یہ کہ محمدؐ کے بعد عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی نبی ہے تو اس کی تکفیر میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے۔''

## (۶) علامہ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ / ۱۳۷۳ء)

ان كل من ادّعى هذا المقام بعده فهو كذّاب أفّاك دجّال ضالّ مضلّ.

(تفسیر القرآن العظیم جلد ۳، ص ۴۹۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''ہر وہ شخص جو نبی اکرمؐ کے بعد اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گم راہ اور گم راہ کرنے والا ہے۔''

## (۷) علامہ ابن نجیمؒ (م ۹۷۰ھ/ ۱۵۶۲ء)

**اذا لم یعرف أن محمداًﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات** (الاشباه والنظائر، کتاب السیر، باب الردة، ص ۱۷۹)

''اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمدﷺ سب سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ ان باتوں میں سے ہے، جن کا جاننا اور ماننا دین میں ضروری ہے۔''

## (۸) ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۶ھ)

**و دعوی النبوة بعد نبیناﷺ کفر بالاجماع** (شرح الفقه الاکبر، ص ۲۰۲)

''اور ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے باجماع امت۔''

## (۹) شیخ اسماعیل حقیؒ (۱۱۳۷ھ/ ۱۷۲۴ء)

**و قال أهل السنة والجماعة لا نبی بعد نبینا لقوله تعالیٰ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ و قوله علیه السلام لاَ نبی بعدی و من قال بعد نبینا نبی یکفر لأنه أنکر النص، و کذلک لو شک فیه لان الحجة تبین الحق من الباطل و من ادعی النبوة بعد موت محمد لا یکون دعواه الا باطلاً.** (روح البیان، جلد ۲۲، ص ۱۸۸)

''اہل سنت والجماعۃ اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور رسول اللہ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب جو کوئی کہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی، کیوں کہ اس نے نص کا انکار کیا۔ اسی طرح اس شخص کی تکفیر بھی کی جائے گی جو اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شک کرے۔ کیوں کہ حجت نے حق کو باطل سے الگ کر دیا ہے اور جو شخص محمد ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اس کا دعویٰ باطل کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

## (۱۰) فتاویٰ عالمگیری (بارھویں صدی ہجری)

**اذا لم یعرف الرجل ان محمداً ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم و لو قال انا رسول الله او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به من پیغام من برم یکفر.** (جلد ۲، ص ۲۶۳)

''اگر آدمی یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ من پیغمبرم اور اس کی مراد یہ ہو کہ وہ پیغام لانے والا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔''

## (۱۱) علامہ آلوسیؒ (م ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء)

**و کونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الکتاب و صدعت به السنة و أجمعت علیه الامة فیکفر مدّعی خلافه و یقتل ان أصرّ**

(روح المعانی، جلد ۲۲، ص ۳۹)

''اور نبی اکرم ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ان باتوں میں سے ہے جن کی کتاب اللہ نے تصریح کی اور سنت نے واشگاف بیان کیا اور امت نے اس پر اجماع کیا، لہٰذا اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی اور اگر اصرار کرے گا تو قتل کیا جائے گا۔''

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ضمیمہ نمبر (۴)

## مرزا غلام احمد صاحب کی تحریک کے مختلف مراحل
## ان میں مرزا صاحب کے مختلف دعوے
## اور قادیانی عقیدہ وعمل پر ان دعوؤں کے اثرات

مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۸۰ء میں ایک مبلغ اور مناظر اسلام کی حیثیت سے مسلمانوں میں نمودار ہوئے۔ اس وقت سے لے کر اپنی وفات (۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء) تک اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں انہوں نے جن عقائد اور خیالات کا اظہار کیا ان کو بیان کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان مراحل کو تاریخی ترتیب کے لحاظ سے مرتب کر دیں، تاکہ ہر مرحلے کے بیانات سے ان کا فرق اچھی طرح سمجھا جا سکے۔

### مرزا غلام احمد کی تحریک کے مختلف مراحل کی تاریخی ترتیب

(۱) ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۸ء۔ اس دور میں مرزا صاحب محض ایک مبلغ اسلام اور غیر مسلم حملہ آوروں کے مقابلے میں اسلام کی مدافعت کرنے والے مناظر تھے۔ ان کو پورا اصرار تھا کہ ان کے عقائد تمام مسائل میں وہی ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں۔ اگرچہ ان کی تحریروں میں طرح طرح کے مخفی دعوے دیکھ کر مسلمان کھٹکتے تھے، مگر مرزا صاحب اپنے اقوال کی توجیہات کر کے مسلمانوں کو مطمئن کر دیتے تھے۔

(۲) دسمبر ۱۸۸۸ء میں انہوں نے بیعت کے لیے اشتہار دیا اور ۱۸۸۹ء کے آغاز سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بیعت لینی شروع کی۔ اس وقت انہوں نے صرف 'مجدد وقت' اور 'مامور من اللہ' ہونے کا دعویٰ کیا اور مسیح علیہ السلام سے اس بنا پر اپنی مماثلت ظاہر کی کہ جس فروتنی اور مسکینی کی حالت میں وہ تھے اسی حالت میں مرزا صاحب بھی دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اس زمانے میں مرزا صاحب کے متعلق اچھے خیالات رکھتے تھے، البتہ یہ دیکھ کر کھٹکتے تھے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو تمام اولیائے امت سے افضل کہتے تھے۔ (سیرۃ المہدی صاحب زادہ بشیر احمد صاحب، حصہ اول، صفحہ ۱۴-۳۱-۹۸، تبلیغ رسالت، جلد اول، ص ۱۱، ۱۲، ۱۵)

(۳) ۱۸۹۱ء میں انہوں نے مسیح علیہ السلام کی موت کا اعلان اور خود مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا، جس سے مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی (سیرۃ المہدی، ص ۳۱، ۸۹) اس دور کے آغاز میں مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ "پھر میں تقریباً بارہ برس تک، جو ایک زمانہ دراز ہے، بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین (یعنی براہین احمدیہ) میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسمی عقیدے پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔" (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "اگرچہ خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسولؐ نے دی تھی، مگر چوں کہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کے ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا، بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی کہ وہ مسیح، موعود جو آنے والا ہے، تو ہی ہے۔" (حقیقۃ الوحی، ص ۱۴۹)

(۴) ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب کے خاص خاص مریدوں نے ان کو صاف صاف نبی کہنا شروع کیا اور ان کو وہی حیثیت دینی شروع کر دی جو قرآن کی رُو سے انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ مرزا صاحب کبھی ان کے اس قول کی تصدیق و تائید کرتے تھے اور کبھی نبوت کے الفاظ کی توجیہ ناقص نبی، جزوی نبی، محدث وغیرہ الفاظ سے کر کے ان لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے تھے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نبوت کے دعوے پر ایمان لانے میں متامل تھے۔ اس دور میں ۷/اگست ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب کے ایک مرید خاص مولوی عبدالکریم صاحب نے خود مرزا صاحب کی موجودگی میں ایک خطبۂ جمعہ پڑھا، جس میں انہوں نے احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ "اگر تم مسیح موعود کو ہر ایک امر میں حَکَم نہیں ٹھہراؤ گے اور اس پر ایمان نہیں لاؤ گے، جیسا صحابہ نبی اکرمؐ پر ایمان لائے تو تم بھی ایک گونہ غیر احمدیوں کی طرح اللہ کے رسولوں میں تفریق کرنے والے ہو گے۔" مرزا صاحب نے جمعہ کے بعد ان الفاظ میں اس کی توثیق کی کہ "یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا۔" (کلمۃ الفصل، صاحب زادہ بشیر احمد صاحب، ص ۱۶۷) مگر اس توثیق کے باوجود مرزا صاحب خود نبوت کے صریح دعوے سے مجتنب رہے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے بقول اس زمانہ میں مرزا صاحب کا عقیدہ یہ تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت۔"

(القول الفصل، صفحہ ۲۴۔ نیز مزید توضیح کے لیے ملاحظہ ہو منکرین خلافت کا انجام از جلال الدین صاحب شمس، ص ۱۹)

(۵) ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب نے اپنے نبی اور رسول ہونے کا صاف صاف اعلان کیا اور اپنی اکثر تحریروں میں اس نبوت و رسالت کو 'ناقص، جزوی' اور 'محدثیت' وغیرہ الفاظ سے محدود کرنا ترک کر دیا (سیرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ ۳۱) جلال الدین شمس اپنی کتاب 'منکرین خلافت کا انجام' میں اس کے متعلق یہ تشریح کرتے ہیں کہ "۱۹۰۱ء سے پہلے کی بعض تحریرات میں حضرت اقدس (یعنی مرزا صاحب) نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا اور لکھا کہ آپ نبی نہیں بلکہ محدث ہیں، لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات میں آپ نے اپنی نبوت کو نہ جزئی قرار دیا نہ ناقص نہ محدثیت والی نبوت، بلکہ صاف الفاظ میں اپنے آپ کو نبی لکھتے رہے۔" (صفحہ ۱۹) اسی کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فرماتے ہیں: "۱۹۰۱ء میں اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے، جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے...... پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء کے پہلے کے حوالے، جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ، صفحہ ۱۲۱)

(۶) ۱۹۰۴ء میں مرزا صاحب نے منجملہ اور دعاوی کے ایک دعویٰ یہ بھی کیا کہ وہ کرشن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ (لیکچر سیالکوٹ از مرزا صاحب، مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء، صفحہ ۴۳)

ان مختلف مراحل میں مرزا صاحب نے ان مسائل کے متعلق، جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ما بہ النزاع رہے ہیں، کیا بیانات دیے اور ان کی جماعت کا کیا کیا موقف رہا، اس کو ہم علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت ذیل میں درج کرتے ہیں:

## ابتدائی عقیدۂ ختم نبوت

ختم نبوت کے متعلق مرزا صاحب کا ابتدائی عقیدہ وہی تھا جو تمام مسلمانوں کا ہے، یعنی یہ کہ محمد ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ چناں چہ وہ اپنی متعدد کتابوں میں اس کی یوں تصریح کرتے ہیں:

۱۔ ''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحبِ فضل نے ہمارے نبیؐ کا بغیر استثنا کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے اس کی تفسیر اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح طور پر فرما دی، اور اگر ہم اپنے نبی اکرمؐ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسولؐ کے بعد نبی کیوں کر آ سکتا ہے۔ دراں حالے کہ آپؐ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا۔'' (حمامۃ البشریٰ، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۳۴)

۲۔ ''آں حضرتؐ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف، جس کا لفظ لفظ قطعی ہے، اپنی آیت وَ لٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبیؐ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔'' (کتاب البریۃ، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۸۴)

۳۔ ''کوئی شخص بہ حیثیت رسالت ہمارے نبی اکرمؐ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔''

(ازالہ اوہام، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۵۷۷)

۴۔ ''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔''

(ازالہ اوہام، صفحہ ۷۶۱)

۵۔ ''پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔"

(ایام الصلح، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۱۴۶)

۶- "میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت و جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا محمدؐ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔"

(اشتہار مورخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء از مرزا صاحب، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد دوم، ص ۲)

۷- "اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (تحریری بیان از مرزا غلام احمد صاحب، جو ۲۳/اکتوبر ۱۸۹۱ء کو جامع مسجد دہلی میں پڑھا گیا۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم، ص ۴۴)

## ابتدائی دعووں کی توجیہات

مرزا صاحب کی جن تحریرات سے مسلمانوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوا تھا کہ وہ نبوت کے مدعی ہیں یا دعویٰ کرنے والے ہیں، ان کی حسبِ ذیل توجیہات کر کے ابتداءً وہ مسلمانوں کو مطمئن کرتے رہے:

۱- "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آں حضرتؐ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں، بلکہ وہ وحی ولایت، جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آں حضرت محمدؐ اولیاء اللہ کو ملتی ہے، اس کے ہم قائل ہیں...... غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں، صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔" (اشتہار از مرزا غلام احمد صاحب، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد ۶، ص ۳۰۲)

۲- "یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے، صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفیٰؐ کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد صاحب، مندرجہ قمر الہدیٰ، مولفہ قمر الدین صاحب جہلمی، ص ۵۸)

۳- "یہ سچ ہے کہ وہ الہام، جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا، اس میں اس بندے کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بہ کثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں...... ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آں حضرتؐ نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔''

(سراج منیر، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۳۰۲)

۴۔''اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے، اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے، لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے...... سوچوں کہ ایسے لفظوں سے، جو محض استعارے کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے، اس لیے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہییں۔''

(مرزا صاحب کا خط مندرجہ اخبار الحکم قادیان، مورخہ ۱۷/ اگست ۱۸۹۹ء۔ منقول از مسیح موعود اور ختم نبوت، مولوی محمد علی صاحب ایم اے، صفحہ ۴)

۵۔''میں نبی نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں۔''

(آئینہ کمالات اسلام، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۳۸۳)

۶۔''میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں، لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی...... میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔'' (حمامۃ البشریٰ، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۹۶)

۷۔''محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔''

(ازالہ اوہام، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۵۶۹)

۸۔''محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے، گو اس کے لیے نبوت تامہ نہیں، مگر جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے، کیوں کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔'' (توضیح مرام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۹-''اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت بھی حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں، مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔''

(انجام آتھم، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۲۷)

۱۰-''پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی، یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں، میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں، و لکل ان یصطلح''

(تتمہ حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد، ص ۶۸)

۱۱-''تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح المرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ 'محدث' ایک معنی میں نبی ہوتا ہے، یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے، یا یہ کہ محدثیت نبوتِ ناقصہ ہے، یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں، بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رُو سے بیان کیے گئے ہیں، ورنہ حاشا و کلاّ مجھے نبوتِ حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے......سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے 'محدث' کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں، کیوں کہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے......بجائے لفظ 'نبی' کے 'محدث' کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ 'نبی' کو کاٹا ہوا خیال فرما لیں۔''

(تحریری بیان مورخہ ۳ر فروری ۱۸۹۲ء، جو جلسۂ عام میں پڑھا گیا، مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد ۲، صفحہ ۹۵)

## نبوت کے مختلف دعوے

پھر مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس دعوے کی بھی ایک شکل نہ تھی، بلکہ مختلف مواقع پر متعدد شکلیں تھیں:

### ۱- امتی نبی

''بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔'' (حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۴۹)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## ۲- غیر صاحبِ شریعت

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو نہیں سکتا، مگر وہی جو پہلے سے امتی ہے، پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(تجلیاتِ الٰہیہ، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۲۴)

## ۳- صاحبِ شریعت

"یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا...... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی...... اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے، جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان هذا لفی الصحف الاولی، صحف ابراهیم و موسی "یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔" (اربعین نمبر ۴، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۷-۸۳)

## ۴- ظلّی و بروزی نبی

"جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی اقسام نبوتیں نبوت کی اقسام ہیں، اسی طرح ظلّی اور بروزی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے...... مسیح موعود کا ظلّی نبی ہونا مسیح موعود سے نبوت کو نہیں چھینتا، بلکہ صرف نبوت کی قسم ظاہر کرتا ہے...... اور جو حقیقی اور مستقل نبیوں کو حقوق حاصل ہیں وہی ظلی نبی کو بھی حاصل ہیں، کیوں کہ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں۔" (کلمۃ الفصل، ص ۱۱۸)

## ۵- بروزِ محمد ﷺ

"میں بہ موجب آیت و آخرین منهم لما یلحقوا بهم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آں حضرت کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ، مرزا غلام احمد صاحب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## ۶-تمام انبیاء کا مجموعہ

''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے: میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمدؐ ہوں، یعنی بروزی طور پر۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۸۴)

## ۷- نبوت مرزا صاحب پر ختم

(۱) ''اس امت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۳۹۱)

(۲) ''امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آسکتے، چناں چہ نبی اکرمؐ نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے، جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی اور کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے، بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔'' (تشحیذ الاذھان، جلد ۹، نمبر ۳، صفحہ ۳۰ تا ۳۲)

# ختم نبوت کی مختلف تاویلیں

ان مختلف دعووں کو نبھانے کے لیے مرزا صاحب نے اور ان کی جماعت نے مختلف مواقع پر ختم نبوت کی جو مختلف تاویلیں کی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

## پہلی تاویل

''اگر ایک امتی کو، جو محض پیروی آں حضرتؐ سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے، نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی، کیوں کہ وہ امتی ہے.....مگر کسی ایسے نبی کا آنا جو امتی نہیں ہے، ختم نبوت کے منافی ہے۔'' (چشمہ مسیحی، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۴۱)

(آں حضرتؐ) ''ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔'' (چشمہ معرفت، مرزا غلام احمد صاحب، ضمیمہ، ص ۹)

## دوسری تاویل

''اللہ جل شانہ نے آں حضرت ﷺ کو صاحبِ خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوی بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش نہیں ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۹۶)

''خاتم النّبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آں حضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔'' (ملفوظات احمدیہ، محمد منظور الٰہی، حصہ پنجم، ص ۲۹۰)

## تیسری تاویل

''خدا نے ایسا کیا کہ اپنی حکمت اور لطف سے آپ کے (یعنی محمدؐ کے) بعد تیرہ سو برس تک اس لفظ (یعنی نبوت) کو آپ کی امت سے اٹھا دیا، تاکہ آپ کی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے (یعنی آپ کے بعد ہی دوسرے لوگوں کے نبی کہلانے سے آپ کی نبوت کی ہتک نہ ہو) اور پھر چوں کہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں جن پر آں حضرت کے بعد لفظ 'نبی اللہ' بولا جائے اور تا پہلے سلسلے سے (یعنی موسوی انبیاء کے سلسلے سے) مماثلت پوری ہو، آخری زمانے میں مسیح موعود کے واسطے آپ کی زبان سے 'نبی اللہ' کا لفظ نکلوا دیا۔''

(ارشاد مرزا غلام احمد صاحب، مندرجہ اخبار الحکم قادیان، مورخہ ۱۷/اپریل ۱۹۰۳ء، منقول از رسالہ ختم نبوت از فخر الدین ملتانی، ص ۱۰)

## چوتھی تاویل

''میں ظلّی طور پر محمدؐ ہوں، پس اس طور سے خاتم النّبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیوں کہ محمدؐ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی، یعنی بہرحال محمدؐ ہی نبی رہا نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



آں حضرتؐ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ، مرزا غلام احمد صاحب)

## وحی کے بارے میں مرزا صاحب کا موقف

ختم نبوت کی طرح وحی اور نزولِ جبرئیل کے متعلق مرزا صاحب کا موقف مختلف مراحل میں پیہم بدلتا رہا ہے، جس کی کیفیت ذیل میں درج کی جاتی ہے:

## ابتدائی موقف

۱۔''اگر ہم اپنے نبیؐ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم بابِ وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے۔ اور ہمارے رسولؐ کے بعد نبی کیوں کر آ سکتا ہے، دراں حالے کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی۔''

(حمامۃ البشریٰ، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۳۴)

۲۔''ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ جبرئیل لا دیں اور پھر چپ ہو جائیں، یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیوں کہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے...... اب جبرئیل کو بعد وفات رسول اللہؐ ہمیشہ کے لیے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔''

(ازالۂ اوہام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۵۷۷)

۳۔''قرآن کریم بعد خاتم النبیین رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ وہ نیا ہو یا پرانا، کیوں کہ رسول کو علم دین بہ توسط جبرئیل ملتا ہے اور بابِ نزول جبرئیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات ممتنع ہے کہ رسول تو آوے، مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو۔'' (ازالۂ اوہام، ص ۷۶۱)

۴۔''رسولؐ کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو... بہ ذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔'' (ازالۂ اوہام، ص ۶۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۵- ''پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی، پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیوں کہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔'' (ایام الصلح، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۴۶)

## دوسرا موقف

۶- ''ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آں حضرتؐ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں، بلکہ وحی ولایت، جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آں حضرتؐ اولیاء اللہ کو ملتی ہے، اس کے ہم قائل ہیں۔''

(اشتہار مرزا غلام احمد صاحب تبلیغ رسالت، جلد ۶، ص ۳۰۲)

۷- ''کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔''

(جنگ مقدس، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۶۷)

۸- ''میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۳۸۳)

## تیسرا موقف

۹- ''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آں حضورؐ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہِ راست خدا تعالیٰ کا کچھ پتہ نہیں لگتا؟

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص ۱۸۳۔ واضح رہے کہ براہین احمدیہ کا حصہ پنجم ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا تھا)

۱۰- ''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے، جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے، جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، مرزا غلام احمد صاحب)

۱۱-'' مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن کریم پر۔''

(اربعین نمبر ۴، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۲۵)

۱۲-'' آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را و اشارہ کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت۔'' (مواہب الرحمٰن، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۴۳)

# مسیح اور نزولِ مسیح کا مسئلہ

مسیح علیہ السلام اور ان کی آمد ثانی اور خود اپنے مسیح موعود ہونے کے باب میں مرزا صاحب کا موقف مختلف مراحل میں مختلف رہا ہے۔ اس کا نقشہ ذیل میں ملاحظہ ہو:

## پہلا موقف

۱-'' اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں ہے جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو...... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص میرے پر الزام لگادے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل ہوں۔''

(ازالہ اوہام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۹۰)

۲-'' ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔'' (ازالہ اوہام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۹۹)

۳-'' اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات وانوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔'' (براہین احمدیہ، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۴۹۹)

۴-'' مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔‘‘

(اشتہار مرزا غلام احمد صاحب، تبلیغ رسالت، جلد اول، ص ۱۵)

۵- ’’اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی (ہونا) چاہیے، کیوں کہ مسیح نبی تھا، تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لیے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی، بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔‘‘ (توضیح المرام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۹)

## دوسرا موقف

۶- ’’اور یہی عیسیٰ ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔‘‘ (کشتی نوح، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۴۸)

۷- ’’اس نے براہین احمدی کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا، پھر جیسا براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا پھر...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد، جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بہ ذریعہ اس الہام کے، جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی۔‘‘ (کشتی نوح، ص ۴۶)

۸- ’’سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے، جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شخص والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا...... پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے؟ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربع میں سے کسی سلسلے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



میں یہ داخل ہے؟ پھر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟'' (ازالہ اوہام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۶۵۹)

۹۔ ''اب یہ بھی جاننا چاہیے کہ دمشق کا لفظ جو 'مسلم' کی حدیث میں وارد ہے، یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید مشرقی کے پاس اتریں گے، یہ لفظ ابتداء سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے۔(☆) واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر من جانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بہ وجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔'' (حاشیہ ازالہ اوہام، ص ۶۳ تا ۷۳)

۱۰۔ ''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، تبلیغ رسالت، جلد ۱۰، صفحہ ۱۸)

## قادیانی جماعت کا ایک 'امت' ہونا

مرزا صاحب نے خود یہ اصول بھی بہ صراحت بیان کیا ہے کہ ایک نبی ایک امت وجود میں لاتا ہے اور پھر انہوں نے خود ہی اپنی جماعت کو 'امت' کہا بھی ہے۔ اس کے ثبوت میں چند عبارات درج ذیل ہیں:

۱۔ ''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، اس دعوے میں ضروری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام بھی سنا دے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔'' (آئینہ کمالات اسلام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۳۴۴)

۲۔ ''یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحبِ شریعت ہو گیا..... میری وحی میں امر

---

☆) واضح رہے کہ 'دمشق' کے لفظ پر مرزا صاحب سے پہلے کسی صاحب علم کو حیرانی نہیں پیش آئی۔ علم حدیث کے جتنے محققین ہیں ان میں سے کسی کے کلام میں بھی حیرانی کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔ البتہ مرزا صاحب کو ضرور یہ حیرانی لاحق رہی کہ حدیث میں ایک مشہور و معروف مقام کی تصریح ہونے کے باوجود وہ کس طرح مسیح موعود بنیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بھی ہے اور نبی بھی۔'' (اربعین نمبر ۴، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۷-۸-۳)

۳- '' پہلا مسیح صرف مسیح تھا، اس لیے اس کی امت گم راہ ہوگئی اور موسوی سلسلے کا خاتمہ ہوگیا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ لیکن میں مہدی اور محمدؐ کا بروز بھی ہوں اس لیے میری امت کے دو حصے ہوں گے: ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے اور دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے۔'' (ارشاد مرزا غلام احمد صاحب، مندرجہ الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء)

## مرزا صاحب کو نہ ماننے کے نتائج، اعتقادی حیثیت سے

اس امر میں بھی مرزا صاحب کا موقف مختلف رہا ہے کہ جو لوگ ان کو نہ مانیں ان کی پوزیشن کیا ہے؟ اس سلسلے میں مختلف مراحل پر انہوں نے اور ان کی جماعت کے اکابر نے جو مختلف موقف اختیار کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

## ابتدائی موقف

۱- '' یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے 'محدث' ہو کر آیا ہے اور 'محدث' بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لیے نبوتِ تامہ نہیں، مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے...... اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بہ آواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔'' (توضیح مرام، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۸)

۲- '' ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا، ہاں ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور ہوگا[1] اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ (تریاق القلوب، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۱۳۰)

۳- '' اور ہر ایک مسلمان جس کو میری تبلیغ گئی ہے، گو وہ مسلمان ہے، مگر مجھے اپنا حَکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے، وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے۔'' (تحفۃ الندوۃ، مرزا غلام احمد صاحب، ص ۴)

---

(۱) یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں، گو وہ کیسی ہی جنابِ الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن سکتا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



۴۔'' جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا، یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا، وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حق دار نہیں ہے کہ اس کو سچا مسلمان، خدا اور اس کے رسول کا سچا تابع دار اور فرماں بردار کہہ سکیں...... اس کے نہ ماننے والوں اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔''

(حجۃ اللہ تقریر ا لاہور از مرزا غلام احمد صاحب، منقول از النبوۃ فی الاسلام، مولوی محمد علی ایم اے، ص ۲۱۴)

## آخری موقف

۵۔'' جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''

(اشتہار معیار الاخیار از مرزا غلام احمد صاحب، مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۰۰ء، منقول از کلمۃ الفصل، صاحب زادہ بشیر احمد صاحب، صفحہ ۱۲۹)

۶۔'' اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔'' (کلمۃ الفصل، ص ۱۲۹)

۷۔'' حضرت (مرزا صاحب) نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے، وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے۔'' (کلمۃ الفصل، ص ۱۲۶)

'' حضرت مسیح موعود کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں: اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی، بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خان کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لیے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔'' (کلمۃ الفصل، ص ۱۲۵)

۹۔'' کفر دو قسم پر ہے: ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آں حضرت ﷺ کو رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ہے.....اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۱۷۹)

۱۰۔"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت، مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، صفحہ ۳۵)

۱۱۔"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے، مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے، مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل، صفحہ ۱۱۰)

۱۲۔"قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا، تاکہ وہ اپنے وعدے کو پورا کرے۔"

(کلمۃ الفصل، ص ۱۰۵)

۱۳۔"پس مسیح موعود خود رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔" (کلمۃ الفصل، صفحہ ۱۵۸)

۱۴۔"اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے۔ کیوں کہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے۔" (کلمۃ الفصل، صفحہ ۱۴۷)

۱۵۔"جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ اُدھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں، اصل میں وہ بھی ہمارا مکذّب ہے اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں، وہ بھی مخالف ہے۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد صاحب، مندرجہ اخبار بدر، مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء، منقول از منکرین خلافت کا انجام، ص ۸۲)

## مرزا صاحب کو نہ ماننے کے نتائج، عملی حیثیت سے

۱۶۔"اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے صاف حکم دیا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں۔ جب ان کے غم میں ہم نے شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا؟" (الفضل، ۱۸/جون ۱۹۱۶ء)

۱۷۔"حضور مرزا صاحب فرماتے ہیں: غیر احمدیوں کی لڑکی لینے میں حرج نہیں ہے، کیوں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔'' (الفضل، ۱۶؍دسمبر ۱۹۲۰ء)

۱۸۔'' یہ اعلان بہ غرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔'' (اعلان ناظر امور عامہ قادیان، الفضل ۱۴؍فروری ۱۹۳۳ء)

۱۹۔'' حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (مرزا فضل احمد مرحوم) کا جنازہ محض اس لیے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔'' (الفضل، ۱۵؍دسمبر ۱۹۲۱ء)

۲۰۔'' پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔''

(اربعین نمبر ۳، مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۳۴)

۲۱۔'' میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیوں کہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں، اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کیے بغیر فوت ہو جائیں، ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔''

(مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا خط، الفضل، ۱۳؍اپریل ۱۹۲۶ء)

۲۲۔'' حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے، جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں؟ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں: نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔'' (کلمۃ الفصل، صفحہ ۱۶۹)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# قادیانیت سے متعلق
# بعض سوالات کے جوابات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ختمِ نبوّت

**سوال:** میرے ایک دوست ہیں جو مجھ سے بحث کیا کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کے ایک رشتہ دار جو مرزائی ہیں، ان کو اپنی جماعت کی دعوت دیتے ہیں، مگر وہ میرے دوست ان کے سوال کا جواب پوری طرح نہیں دے سکتے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ میں خود تو جواب نہ دے سکا، البتہ میں نے ایک صاحبِ علم سے اس کا جواب پوچھا، مگر کوئی ایسا جواب نہ ملا جس سے میری اپنی ہی تسلّی ہو جاتی۔ اس لیے اب آپ سے پوچھتا ہوں۔

مسئلہ یہ ہے کہ مرزائی حضرات لفظ 'خاتم' کے معنی نفیِ کمال کے لیتے ہیں، نفیِ جنس کے نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خاتم کا لفظ کہیں بھی نفیِ جنس کے ساتھ استعمال نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہو تو مثال کے طور پر بتایا جائے۔ ان کا چیلنج ہے کہ جو شخص عربی لغت میں خاتم کے معنی نفیِ جنس کے دکھا دے اس کو انعام ملے گا۔ نفیِ کمال کی مثالیں وہ یہ دیتے ہیں کہ مثلاً کسی کو 'خاتم الاولیاء' کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ولایت اس پر ختم ہو گئی، بلکہ حقیقی مطلب یہ ہوتا ہے کہ ولایت کا کمال اس پر ختم ہوا۔ اقبال کے اس فقرے کو بھی وہ نظیر میں پیش کرتے ہیں:

آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے

اس کا مطلب یہ نہیں کہ جہان آباد میں اس کے بعد کوئی شاعر پیدا نہیں ہوا، بلکہ یہ ہے کہ وہ جہان آباد کا آخری باکمال شاعر تھا۔ اسی قاعدے پر وہ 'خاتم النّبیین' کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالاتِ نبوّت ختم ہو گئے، نہ یہ کہ خود نبوّت ہی ختم ہو گئی۔''

**جواب:** آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۳/ مارچ ۱۹۵۰ء مجھے یہاں کیم اپریل کو ملا۔ جواب میں مزید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تاخیر اس لیے ہوئی کہ میرے پاس خط لکھنے کا کاغذ نہ تھا۔ امید ہے کہ میری مجبوری کو پیشِ نظر رکھ کر تاخیر جواب سے درگزر فرمائیں گے۔

قرآن مجید کی کسی آیت کے متعلق اگر کوئی سوال پیدا ہو تو سب سے پہلے خود قرآن ہی سے اس کا مفہوم معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے بعد تحقیق کرنا چاہیے کہ کوئی حدیث صحیح بھی اس کی توضیح کرتی ہے یا نہیں؟ اگر دونوں ذرائع سے کوئی جواب نہ ملے (جس کا امکان بہت ہی کم ہے) تو البتہ کسی دوسرے ذریعہ کی طرف رجوع کرنا درست ہو سکتا ہے۔

ختم نبوت کا ذکر سورۂ احزاب میں آیا ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ عرب میں منہ بولے بیٹے کو بالکل حقیقی بیٹے کی حیثیت دے دی گئی تھی۔ وہ حقیقی بیٹے کی طرح میراث پاتا تھا، منہ بولے باپ کی بیوی اور بیٹیوں سے اسی طرح خلا ملا رکھتا تھا جس طرح ماں بیٹے اور بھائی بہنوں میں ہوا کرتا ہے، اور متبنیٰ بن جانے کے بعد وہ ساری حرمتیں اس کے اور منہ بولے باپ کے درمیان قائم ہو جاتی تھیں جو نسبی رشتے کی بنا پر قائم ہوا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رسم کو توڑنا چاہتا تھا۔ اس نے پہلے حکم دیا کہ ”منہ سے کسی کو بیٹا کہہ دینے سے کوئی شخص حقیقی بیٹا نہیں ہو جاتا۔“ (سورۂ الاحزاب، آیت ۴-۵) لیکن دلوں میں صدیوں کے رواج کی وجہ سے حرمت کا جو تخیل بیٹھا ہوا تھا وہ آسانی سے نہیں نکل سکتا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ اس رسم کو عملاً توڑ دیا جائے۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں یہ واقعہ پیش آ گیا کہ حضرت زیدؓ نے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے) حضرت زینبؓ کو (جو ان کے نکاح میں تھیں) طلاق دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ یہ موقع ہے اس سخت قسم کی جاہلی رسم کو توڑنے کا۔ جب تک آپؐ خود اپنے متبنیٰ کی مطلقہ بیوی سے نکاح نہ کریں گے، متبنیٰ کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھنے کا جاہلی تخیل نہ مٹ سکے گا۔ لیکن آپ یہ بھی جانتے تھے کہ مدینہ کے منافقین اور اطرافِ مدینہ کے یہود اور مکہ کے کفار اس فعل پر ایک طوفانِ عظیم برپا کر دیں گے اور آپ کو بدنام کرنے اور اسلام کو رسوا کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے۔ اس لیے آپ عملی اقدام کی ضرورت محسوس کرنے کے باوجود ہچکچا رہے تھے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا، اور آپ نے حضرت زینبؓ کو اپنے نکاح میں لے لیا۔ اس پر، جیسا کہ اندیشہ تھا، اعتراضات اور بہتان طرازی اور افترا پردازی کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اور خود

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مسلمان عوام کے دلوں میں بھی طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ انہی اعتراضات اور وسوسوں کو دور کرنے کے لیے سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع کی آیات ۳۷ تا ۴۰ نازل ہوئیں۔

ان آیات میں پہلے تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ یہ نکاح ہمارے حکم سے ہوا ہے اور اس لیے ہوا ہے کہ مومنوں کے لیے اپنے متبنّیٰ لڑکوں کی بیوہ اور مطلقہ بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہ رہے۔ پھر فرماتا ہے کہ ایک نبی کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کا حکم بجالانے میں وہ کسی کے خوف سے ہچکچائے۔ اس بحث کو ختم اس بات پر فرماتا ہے کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب: ۴۰)

''محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔''

اس موقع پر یہ فقرہ جو ارشاد فرمایا گیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معترضین کے جواب میں تین دلائل دینا چاہتا ہے:

اوّل یہ کہ یہ نکاح بجائے خود قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ کیوں کہ جس شخص کی مطلقہ بیوی سے نکاح کیا گیا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعی بیٹا نہ تھا اور آپؐ اس کے حقیقی باپ نہ تھے۔

دوم یہ کہ یہ نکاح محض جائز ہی نہیں ہے، بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس جائز کام کو کرنا ضروری بھی تھا۔ کیوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور رسول کو لازم ہے کہ وہ خدا کے قانون کو عملاً جاری کرے اور جو چیزیں بے جا رسم کے طور پر حرام کر دی گئی ہیں ان کی حرمت توڑ دے۔

سوم یہ کہ یہ کام اس لیے اور بھی زیادہ ضروری تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض نبی ہی نہیں ہیں، بلکہ آخری نبی ہیں۔ اگر اب آپ کے ہاتھوں یہ جاہلانہ رسم نہ ٹوٹی تو پھر قیامت تک نہ ٹوٹ سکے گی۔ آپ کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے کہ جو کسر آپ سے چھوٹ جائے اسے وہ آکر پورا کر دے۔ لہٰذا تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کام جائز ہی سہی، مگر اس کا کرنا کیا ضرور تھا۔

اب آپ خود دیکھ لیجیے کہ اس سلسلۂ بیان میں ختم کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ اگر اسے نفیِ کمال کے معنی میں لیا جائے تو یہاں یہ لفظ بالکل ہی بے معنیٰ ہو کر رہ جاتا ہے۔ موقع و محل صاف تقاضا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کررہا ہے کہ یہاں اس کے معنیٰ سلسلۂ نبوت کے قطعی انقطاع ہی کے ہونے چاہئیں۔ اس سیاق وسباق میں یہ کہنے کا آخر مطلب ہی کیا ہوسکتا ہے کہ محمد ﷺ نے یہ شادی اس لیے کی، ہے کہ نبوت کے کمالات ان پر ختم ہو چکے ہیں۔ یہ بات کہی گئی ہوتی تو معترضین فوراً پلٹ کر کہتے کہ خوب ہے یہ کمالِ نبوت جو ایک عورت سے شادی کرنے کا تقاضا کرتا ہے!

اس کے بعد حدیث کو دیکھیے۔ نبی ﷺ نے خود ختم نبوت کی جو تشریح فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ:

"میری اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک محل تھا جس کی عمارت بہت حسین بنائی گئی تھی مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ اب وہ جگہ میں نے آکر بھر دی اور عمارت مکمل ہوگئی۔"

یہ بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔ آپ کو مشکوٰۃ، باب فضائل سید المرسلین میں مل جائے گی۔ اس تشریح کی رو سے نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ آخری اینٹ کی جگہ بھی بھر چکی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کوئی نئی اینٹ آکر کہاں لگے گی؟ عمارت کے اندر یا اس کے باہر"؟

اس کے بعد لغت کی طرف آیئے۔ عربی زبان کی کسی مستند لغت کو اٹھا کر لفظ 'ختم' کے معنی دیکھ لیجیے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جو تاویل میں نے اوپر قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کی ہے، عربی زبان بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ ختم کے اصل معنی مہر لگانے، بند کرنے اور کسی چیز کا سلسلہ منقطع کر دینے کے ہیں۔ ختم الْإِنَاء کے معنی ہیں 'برتن کا منہ بند کر دیا'۔ خَتَمَ الْعَمَلُ کے معنی ہیں 'کام پورا کر کے اس سے فارغ ہوگیا'۔ خَتَمَ الْكِتَابَ کے معنی ہیں 'خط پورا کر کے اس پر مہر لگادی'۔ خود قرآن میں منکرین حق کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (البقرۃ:۷) 'خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے'۔ یعنی ان کے دل قبولِ حق کے لیے بند کر دیے گئے ہیں۔ نہ ایمان ان کے اندر جا سکتا ہے نہ کفر ان میں سے نکل سکتا ہے پس حضورؐ کو خاتم النبیین کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا سلسلہ مکمل کر کے آپ کو اس پر مہر کے طور پر نصب کر دیا ہے۔ اب اس سلسلہ میں کوئی نیا نبی داخل نہیں ہوسکتا۔

(نیو سینٹرل جیل ملتان، ۱۶؍ اپریل ۱۹۵۰ء)

رسائل ومسائل، اول

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# خاتم النّبیین کے بعد دعوائے نبوّت

**سوال:** 'ترجمان القرآن' (جنوری، فروری ۱۹۵۱ء) کے ص ۲۳۶ پر آپ نے لکھا ہے کہ میرا اب تک کا تجربہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی جھوٹ کو فروغ نہیں دیتا۔ میرا ہمیشہ سے یہ قاعدہ رہا ہے کہ.... جن لوگوں کو میں صداقت و دیانت سے بے پروا اور خوفِ خدا سے خالی پاتا ہوں، ان کی باتوں کا کبھی جواب نہیں دیتا..... خدا ہی ان سے بدلہ لے سکتا ہے..... اور اُن کا پردہ اِن شاء اللہ دنیا ہی میں فاش ہوگا۔''

میں عرض کروں کہ میں نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے کام سے دل چسپی ہے۔ میرے مندرجۂ ذیل استفسارات اسی ضمن میں ہیں:

۱۔ یہ صرف آپ ہی کا تجربہ نہیں، بلکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ'' اللہ تعالیٰ کاذبوں سے محبت نہیں کرتا'' اور'' اللہ کی لعنت ہے جھوٹوں پر'' اور پھر اس قسم کے جھوٹوں پر کہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ان کی سزا تو فوری گرفت اور وصالِ جہنم ہے لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (الحاقۃ:۴۴-۴۶) اس صورت میں اگر مرزا صاحب جھوٹے تھے تو کیا وجہ ہے کہ:

(الف) ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی گرفت نہیں کی؟

(ب) ان کی جماعت بڑھ رہی ہے اور مرزا صاحب کے مشن کو، جو مسلمانوں کے نزدیک گم راہ کُن ہے، تقویت پہنچ رہی ہے اور اب تو اس جماعت کی جڑیں بیرونی ممالک میں مضبوط ہوگئی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(ج) مرزا صاحب کے پیغام کو ساٹھ (٦٠) سال ہو گئے ہیں۔ ہم کب تک خدائی فیصلے کا انتظار کریں؟ فی الحال تو وہ ترقی کر رہے ہیں۔

(د) جو جماعتیں یا افراد اس گروہ کی مخالفت کر رہے ہیں وہ کیوں اسے ترک نہیں کر دیتے اور معاملہ خدا پر نہیں چھوڑ دیتے۔؟

۲۔ صفحہ ۲۴۲ پر آپ کی جماعت کے ایک جرمنی نژاد ہمدرد نے برلن میں جماعتِ احمدیہ کے ساتھ تبلیغِ اسلام میں تعاون کا ذکر کیا ہے۔ اگر آپ بھی ان کی تبلیغِ اسلام کو صحیح سمجھتے ہیں تو پاکستان میں ان کے ساتھ تعاون کیوں نہیں کرتے؟

**جواب :** آپ جس سرسری نظر سے ایک مدعیِ نبوّت کے معاملے کو دیکھ رہے ہیں، یہ طریقہ ایسے اہم معاملے پر رائے قائم کرنے کے لیے موزوں نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ تو سراسر ایک جھوٹے الزام کے بارے میں تھا جو بعض خود غرض لوگوں نے میرے اوپر لگایا تھا۔ اس بات کو آپ چسپاں کر رہے ہیں ایک ایسے شخص کے معاملے پر جس نے فی الواقع نبوّت کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کو سمجھنا چاہیے کہ ایک مدعیِ نبوت کے معاملے میں لامحالہ دو صورتوں میں سے ایک صورت پیش آتی ہے:

اگر وہ سچا ہے تو اس کو نہ ماننے والا کافر۔

اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کو ماننے والا کافر۔

ایک ایسے نازک معاملے کا فیصلہ آپ صرف اتنی سی بات پر کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک ان پر کوئی گرفت نہیں کی اور ان کی جماعت بڑھ رہی ہے اور یہ کہ "ہم کب تک خدائی فیصلہ کا انتظار کریں۔" کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے اور اس کی جماعت ترقی کرتی نظر آئے اور آپ کی تجویز کردہ مدّتِ انتظار کے اندر اس پر خدا کی طرف سے گرفت نہ ہو تو بس یہ باتیں اس کو نبی مان لینے کے لیے کافی ہیں؟ کیا آپ کے ذہن میں نبوّت کو جانچنے کے یہی معیار ہیں۔؟

آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ سے جو استدلال آپ نے کیا ہے وہ بنیادی طور پر غلط ہے۔ اس آیت میں جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو حقیقت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ کے نبی ہیں، اگر خدا کی وحی کے بغیر کوئی بات خود تصنیف کر کے خدا کے نام سے پیش کریں تو ان کی رگِ گلو کاٹ دی جائے گی۔ اس سے یہ معنیٰ نکالنا صحیح نہیں ہے کہ جو شخص حقیقت میں نبی نہ ہو اور غلط طور پر اپنے آپ کو نبی کی حیثیت سے پیش کرے، اس کی رگِ گلو بھی کاٹی جائے گی۔ نیز اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان کے لیے یہ بات ایک معیار کے طور پر پیش نہیں کی ہے کہ جس مدعیِ نبوت کی رگِ گلو نہ کاٹی جائے وہ سچا نبی ہے اور جس کی رگ کاٹ دی جائے وہ جھوٹا مدعی۔ قرآن کی آیتوں میں تاویل کی یہ کھینچ تان، جو ظاہر ہے کہ آپ کی اپنی اُپج کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ مرزا صاحب کی جماعت سے ہی آپ نے سیکھی ہے، بجائے خود اس بات کی علامت ہے کہ یہ جماعت خوفِ خدا سے کس قدر خالی ہے۔

محمد ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اس کی بات کو ان معیاروں پر نہیں جانچا جائے گا جو آپ نے پیش کیے ہیں، بلکہ اسے پورے اطمینان کے ساتھ اس بنیاد پر رد کر دیا جائے گا کہ قرآن و احادیثِ صحیحہ اس معاملے میں قطعی ناطق ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے بعد اب کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ میں ان دلائل سے بھی واقف ہوں جو مرزا صاحب اور ان کے متبعین نے بابِ نبوت کے کھلے ہونے پر قائم کیے ہیں، مگر میں آپ سے صاف عرض کرتا ہوں کہ ان دلائل سے اگر کوئی متاثر ہو سکتا ہے تو وہ صرف ایک بے علم یا کم علم آدمی ہی ہو سکتا ہے۔ ایک صاحبِ علم آدمی کو تو ان کے دلائل دیکھ کر صرف ان کے جہل ہی کا یقین حاصل ہو سکتا ہے۔

ترجمان القرآن میں جرمنی کا جو مکتوب شائع ہوا ہے اس کی اشاعت کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی ہر بات ہمارے نزدیک سچی ہے۔ ہمارا مدعا تو یہ تھا کہ ہمارے ملک کے مسلمانوں کو اپنے جرمن نومسلم بھائیوں کی حالت سے آگاہ کیا جائے اور ان کی مدد پر اکسایا جائے۔ وہ لوگ بیچارے نئے نئے مسلمان ہیں۔ ان کو کیا خبر کہ دنیائے اسلام میں کس کس قسم کے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ ان کو تو اسلام کے نام سے جو چیز جہاں سے بھی ملے گی وہ اس سے اپنی تشنگی بجھانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ انہیں اسلام کے متعلق صحیح لٹریچر فراہم کر کے دیں، ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ بے چارے ناواقفیت میں کسی فتنے کا شکار ہو جائیں۔

**سوال:** آپ کا جواب ملا۔ افسوس کہ وہ میری تشفی کے لیے کافی نہیں ہے۔ میں نے آپ ہی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دی ہوئی حقیقت 'خدا تعالیٰ خود جھوٹے کو سزا دے گا' کی روشنی میں پوچھا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، جو سب مسلمانوں کے نزدیک کاذب ہیں، ان پر کیوں خدا تعالیٰ کی گرفت نہیں ہوتی اور یہ کہ خدا تعالیٰ کس طرح اپنے بندوں کو اتنے عرصے سے گم راہ ہوتے دیکھ رہا ہے۔؟

میں مرزا صاحب کی تصنیف کردہ تقریباً پچیس (۲۵) کتب تحقیقی نظر سے دیکھ چکا ہوں اور اس کے بعد علمائے اسلام کی بعض کتب بھی ان کے رَد میں دیکھی ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے آپ کی کوئی کتاب اس موضوع پر نہیں پڑھی۔ ویسے علماء کی کتب کے متعلق میرا مجموعی تاثر یہ ہے کہ:

☆ انہوں نے مرزا صاحب کی تحریروں میں تحریف کر کے غلط مطالب ان کی طرف منسوب کیے ہیں۔

☆ جس موضوع پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے، اس پر انہیں عبور نہیں تھا۔

☆ بعد میں میری خط و کتابت پر یہ لوگ عموماً خاموش رہے ہیں۔

مرزا صاحب کی کتب سے میں جو کچھ سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی ذات اور اقوال یعنی ظاہر و باطن آں حضورؐ کے عشق سے پُر ہے۔ میں اس بنیاد کو لے کر مرزا صاحب کے دعوے کی طرف بڑھا تھا اور اب مجھ پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ:

۱۔ مرزا صاحب کے دعاوی قرآن اور اقوالِ نبی کے خلاف نہیں۔

۲۔ مرزا صاحب کی نبوت آں حضرتؐ کی شان گھٹانے کے لیے نہیں، بلکہ اگر موسوی فیضان سے قریہ قریہ نبی ہو سکتے ہیں تو مقامِ محمدیؐ کے مطابق گاؤں گاؤں ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو بتائیں کہ ہم نے شریعتِ محمدیہؐ پر عمل کر کے مکالمۂ الٰہیہ حاصل کیا ہے۔ خود مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ:

ایں چشمۂ رواں چوں بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمالِ محمدؐ است

اب آپ نے پھر مجھے مرزا صاحب کے دعوے کو پرکھنے کی دعوت دی ہے۔ کیا آپ بہ راہِ کرم قرآنِ کریم سے میری رہ نمائی کے لیے مرزا صاحب کے کسی ایک دعوے کو جھوٹا ثابت کریں گے؟

**جواب:** پچھلا خط آپ کی تشفی کے لیے کافی ہو جاتا، اگر آپ تشفی چاہتے۔ میں نے ترجمان القرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں جو کچھ لکھا تھا وہ تو ان لوگوں کے بارے میں تھا جو مجھ پر ایک جھوٹا بہتان لگا رہے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ پر یہ اعتماد ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ ضرور جھوٹوں کو سزا دے گا۔ مگر آپ اسے ایک مدعی نبوّت کے دعوے کو جانچنے کے لیے معیار ٹھہرا رہے ہیں اور معیار بھی اس شان کے ساتھ کہ اگر مدعی کو سزا ملتی ہوئی نظر نہ آئے تو ضرور وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ آپ خود سوچیں کہ میرے قول کو مجھ پر حجت بنانے کی یہ کوشش، جو آپ نے فرمائی ہے، یہ آخر کہاں تک معقول ہے؟ کیا میں نے اپنے خلاف بہتان لگانے والوں کے متعلق یہ بھی کہا تھا کہ اگر انہیں دنیا میں سب کی آنکھوں کے سامنے سزا نہ ملے تو ضرور مجھ پر ان کا بہتان سچا ہے؟ کیا واقعی لوگوں کے صادق و کاذب اور راہ یاب و گم راہ ہونے کے لیے یہ کوئی صحیح معیار ہے کہ جسے دنیا میں سزا مل جائے وہ جھوٹا اور گم راہ ہے اور جسے سزا نہ ملے وہ سچا اور ہدایت یافتہ؟

آپ عجیب بات فرما رہے ہیں کہ مرزا صاحب کے دعوے کو (۶۰) سال گزر چکے ہیں۔ آخر کب تک کوئی انتظار کرے۔ دعوائے نبوت کی صداقت کو پرکھنے کی یہ عجیب کسوٹی، جو آپ نے تجویز فرمائی ہے، ذرا اس کی توضیح تو فرمایئے کہ ایک جھوٹے مدعی کو آپ کے نزدیک کس قسم کی سزا ملنی چاہیے؟ اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ غیب سے ایک ہاتھ بڑھے اور اس کی رگِ گلو کاٹ دے، تو میں عرض کروں گا کہ یہ سزا تو مسیلمہ تک کو نہیں ملی، جس نے خود نبی ﷺ کے زمانے میں نبوّت کا دعویٰ کیا تھا اور اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ جو مدعی نبوت انسانوں کے ہاتھ سے مارا جائے وہ جھوٹا ہے تو اِن انبیاء کے متعلق آپ کیا فرمائیں گے جن کی نبوت کی تصدیق خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی فرما دیا ہے کہ ان کی قوم نے انہیں قتل کر دیا؟

قرآن میں یہ آیات تو آپ کی نظر سے گزری ہی ہوں گی:

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ (آل عمران: ۱۸۳)

”ان سے کہو: تمہارے پاس مجھ سے پہلے بہت سے رسول آچکے ہیں جو بہت سی روشن نشانیاں لائے تھے اور وہ نشانی بھی لائے تھے جس کا ذکر تم کرتے ہو۔ پھر اگر (ایمان لانے کے لیے یہ شرط پیش کرنے میں) تم سچے ہو تو ان رسولوں کو تم نے کیوں قتل کیا؟“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (النسآء:۱۵۵)

’’آخر کاران کی عہد شکنی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور متعدد پیغمبروں کو ناحق قتل کیا......‘‘

ان آیات کی روشنی میں آپ کو ایک مرتبہ پھر اپنے اندازِ فکر پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ نبی کا دعویٰ اس طرح کے معیاروں پر نہیں جانچا جاتا۔ دیکھنے کی چیز تو یہ ہے کہ اس سے پہلے آئے ہوئے کلامِ الٰہی کی روشنی میں اس کا مقام کیا ہے؟ وہ چیز کیا لایا ہے؟ اور اس کی زندگی کیسی ہے؟ ان معیاروں پر کوئی شخص پورا نہ اترتا ہو تو آپ سخت غلطی کریں گے اگر اس کے دعوے کو صرف اس بنا پر مان لیں گے کہ آپ کی آنکھوں نے اسے اس دنیا میں سزا ملتے نہیں دیکھا۔

جو تین معیار میں نے اُوپر بیان کیے ہیں اُن میں سے مؤخر الذکر دو معیار ایسی صورت میں سرے سے قابلِ لحاظ ہی نہیں رہتے جب کہ پہلے ہی معیار سے کسی مدعی نبوّت کا دعویٰ بہ خیریت نہ گزر سکے۔ جب قرآن اور احادیثِ صحیحہ ہی سے یہ ثابت ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا تو یہ دیکھنے کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے کہ حضورؐ کے بعد دعوائے نبوّت کرنے والا کیا لایا ہے؟ اور کیسا انسان ہے؟ اگرچہ مرزا صاحب میرے نزدیک دوسرے اور تیسرے معیار کے لحاظ سے بھی مقامِ نبوّت سے اس قدر فروتر ہیں کہ بابِ نبوّت کھلا بھی ہوتا تو کم از کم کوئی معقول آدمی تو اُن پر نبوّت کا گمان نہیں کرسکتا تھا، لیکن میں اس بحث کو قرآن وحدیث کے ناطق فیصلے کے بعد غیر ضروری بھی سمجھتا ہوں اور خدا اور رسول کے مقابلے میں گستاخی بھی۔

یہ سوال کہ قرآن وحدیث سے بابِ نبوّت کے قطعی طور پر بند ہونے کے دلائل کیا ہیں؟ اس کا متحمل نہیں ہے کہ ایک خط میں اس کا جواب دیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرصت دی تو ان شاء اللہ اس موضوع پر ایک مفصّل مضمون لکھوں گا، ورنہ سورۂ احزاب کی تفسیر میں تو یہ بحث آنی ہی ہے۔

(ترجمان القرآن، رمضان ۱۳۷۰ھ/ جولائی ۱۹۵۱ء)

رسائل ومسائل، دوم

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ختمِ نبوّت کے خلاف قادیانیوں کے دلائل

**سوال:** قادیانی حضرات قرآن کی بعض آیات اور بعض احادیث سے ختمِ نبوّت کے خلاف دلائل فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً وہ سورۂ اعراف کی آیت: یٰبَنِیٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ.....کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن کے نزول اور محمد ﷺ کی بعثت کے بعد اس آیت کا خطاب امت محمد یہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ یہاں بنی آدم سے مراد یہی امت ہے اور اسی امت کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ "اگر کبھی تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں..." اس سے قادیانیوں کے بہ قول صرف امتی انبیاء بلکہ امتی رسولوں کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری آیت سورۂ مومنون کی ہے جس میں آغاز یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ سے ہوتا ہے۔ اس سے بھی اُن کے نزدیک رسول کی آمد ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح قادیانی حدیث لَوْعَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا (اگر رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے) سے بھی امکانِ نبوت کے حق میں استدلال کرتے ہیں۔ بہ راہِ کرم ان دلائل کی حقیقت واضح فرمائیں۔

**جواب:** قادیانیوں کے جو دلائل آپ نے نقل کیے ہیں وہ بھی اُن کے اکثر دلائل کی طرح سراسر گم راہ کن مغالطہ آمیزی پر مبنی ہیں۔

آیت یٰبَنِیٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصْلَحَ فَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (سورۂ الاعراف:۳۵) کو اس سیاق وسباق سے الگ کر کے جو نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ اس کے نتیجے کے برعکس ہے جو سلسلۂ کلام میں اُسے رکھ کر دیکھنے سے نکلتا ہے۔ نیز اس مضمون کی جو دوسری آیات قرآن مجید میں ہیں وہ بھی قادیانیوں کی تفسیر سے مختلف ہیں، علاوہ بریں قادیانیوں سے پہلے گزشتہ تیرہ سو برس میں کسی نے بھی مذکورہ بالا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آیت کا یہ مطلب نہیں لیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت جاری رہنے کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان تینوں نکات کی الگ الگ توضیح کی جاتی ہے:

۱- سورۂ اعراف میں یہ آیت دراصل قصہ، آدم وحوّا کے سلسلے میں آئی ہے جو رکوع دوم کے آغاز سے رکوع چہارم کے وسط تک مسلسل بیان ہوا ہے۔ پہلے رکوع دوم میں پورا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ پھر رکوع سوم و چہارم میں ان نتائج پر تبصرہ کیا گیا ہے جو اس قصے سے نکلتے ہیں۔ اس سیاق و سباق کو ذہن میں رکھ کر آیت کو پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یا بنی اٰدم کے الفاظ سے مخاطب کر کے جو بات کہی گئی ہے اس کا تعلق آغازِ آفرینش کے وقت سے ہے نہ کہ نزول قرآن کے وقت سے بہ الفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہے کہ آغازِ آفرینش ہی میں اولاد آدم کو اس بات پر متنبہ کر دیا گیا تھا کہ تمہاری نجات اس ہدایت کی پیروی پر موقوف ہے جو خدا کی طرف سے تم کو بھیجی جائے۔

اس مضمون کی آیات قرآن میں تین مقامات پر آئی ہیں اور تینوں مقامات پر قصہ آدم وحوّا کے سلسلے ہی میں اس کو وارد کیا گیا ہے۔ پہلی آیت سورۂ بقرہ میں ہے (آیت: ۳۸)۔ دوسری آیت سورۂ اعراف میں ہے (آیت: ۳۵)۔ تیسری آیت سورۂ طٰہٰ میں (آیت: ۱۲۳)۔ ان تینوں آیتوں کا مضمون بھی باہم مشابہ ہے اور موقع و محل بھی۔

مفسرین قرآن دوسری آیتوں کی طرح سورۂ اعراف کی اس آیت کو بھی قصہ آدم وحوا ہی سے متعلق قرار دیتے ہیں۔ چناں چہ علامہ ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ضمن میں حضرت ابوسیار السُّلَمی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت آدمؑ اور ان کی ذرّیت کو یکجا اور ایک ہی وقت میں خطاب کیا ہے۔'' امام رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ''اگر خطاب نبی ﷺ کی طرف ہو، حالاں کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں، تو اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ یہاں امتوں کے بارے میں اپنی سنت بیان فرما رہا ہے۔'' علاّمہ آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ ''یہاں ہر قوم کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا ہے اُسے حکایتاً بیان کیا جا رہا ہے۔ یہاں بنی آدم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مراد لینا مستبعد اور ظاہر کے خلاف ہے، کیوں کہ یہاں جمع کا لفظ 'رسل' استعمال ہوا ہے۔'' علاّمہ آلوسیؒ کے ارشاد کے آخری حصے کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہاں خطاب اُمتِ محمدیہ سے ہو تو پھر اس امت کو یہ نہیں کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جا سکتا تھا کہ 'کبھی تم میں رسل آئیں'، کیوں کہ اس امت میں ایک سے زائد رسولوں کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آیت یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط اِنِّی بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ (المومنون:۵۱) کو بھی اگر اس کے سیاق وسباق سے الگ نہ کیا جائے تو اس سے وہ مطلب نہیں نکالا جا سکتا جو قادیانیوں نے نکالا ہے۔ یہ آیت جس سلسلۂ کلام میں وارد ہوئی ہے وہ رکوع دوم سے مسلسل چلا آ رہا ہے۔ اس میں حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت عیسٰیؑ بن مریمؑ تک مختلف زمانوں کے انبیاء اور ان کی قوموں کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ ہر جگہ اور ہر زمانے میں انبیاء علیہم السلام ایک ہی تعلیم دیتے رہے ہیں، ایک ہی اُن سب کا طریقہ رہا ہے اور ایک ہی طرح سے اُن سب پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوتا رہا ہے۔ اس کے برعکس گم راہ قومیں ہمیشہ خدا کے راستے کو چھوڑ کر غلط کاری میں مبتلا رہی ہیں۔ اس سلسلۂ بیان میں یہ آیت اس معنٰی میں نہیں آئی ہے کہ ''اے رسولو! جو محمد ﷺ کے بعد آنے والے ہو۔ پاک رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو۔'' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام رسولوں کو، جو نوح علیہ السلام کے وقت سے اب تک آئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہی ہدایت فرمائی تھی کہ ''پاک رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو۔''

اس آیت سے بھی مفسرین قرآن نے کبھی یہ مطلب نہیں لیا کہ یہ محمد ﷺ کے بعد انبیاء کی آمد کا دروازہ کھولتی ہے۔ اگر کوئی مزید تحقیق واطمینان کرنا چاہے تو مختلف تفسیروں میں، اس مقام کو دیکھ سکتا ہے۔

حدیث لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا سے قادیانی حضرات جو استدلال کرتے ہیں وہ چار وجوہ سے غلط ہے:

اوّل یہ کہ جس روایت میں اسے خود نبی ﷺ کے قول کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے اس کی سند ضعیف ہے اور محدثین میں سے کسی نے بھی اس کو قوی تسلیم نہیں کیا ہے۔

دوم یہ کہ نوویؒ اور ابن عبدالبرؒ جیسے اکابر محدثین اس مضمون کو بالکل ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں۔ امام نوویؒ اپنی کتاب 'تہذیب الاسماء واللغات' میں لکھتے ہیں:

أما ما روی عن بعض المتقدمین: لو عاش ابراھیم لکان نبیًّا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



**فباطل و جسارة علی الکلام فی المغیبات و مجازفة و هجوم علیٰ عظیم من الزلات.**

''رہی وہ بات جو بعض متقدمین سے منقول ہے کہ ''اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی ہوتے'' تو وہ باطل ہے اور غیب کی باتوں پر کلام کرنے کی بے جا جسارت ہے اور بے سوچے سمجھے ایک بڑی بات منہ سے نکال دینا ہے۔''

اور علامۂ ابن عبدالبرؒ 'تمہید' میں لکھتے ہیں:

**لاَ ادری ما هذا؟ فقد ولد نوح علیه السّلام غیر نبی ولولم یلد النبی الّا نبیًّا لکان کل أحد نبیاً لانّهم من نوح علیه السلام۔**

''میں نہیں جانتا کہ یہ کیا مضمون ہے؟ نوح علیہ السلام کے ہاں غیر نبی اولاد ہو چکی ہے۔ حالاں کہ اگر نبی کا بیٹا نبی ہی ہونا ضروری ہوتا تو آج سب نبی ہوتے، کیوں کہ سب کے سب نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔''

سوم یہ کہ اکثر روایات میں اُسے نبی ﷺ کے بجائے بعض صحابیوں کے قول کی حیثیت سے نقل کیا گیا ہے اور وہ اس کے ساتھ یہ تصریح بھی کر دیتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد چوں کہ کوئی نبی نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے صاحب زادے کو اٹھا لیا۔ مثال کے طور پر بخاری کی روایت ہے:

**عن اسماعیل بن ابی خالد قال قلت لعبد اللّٰه بن أبی اوفیٰ رأیت ابراهیم بن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم؟ قال مات صغیراً و لو قضیٰ ان یکون بعد محمد صلی اللّٰه علیه وسلم نبی عاش ابنه ولکن لاَ نبی بعده.** (بخاری: کتاب الادب، باب من سمّی بأسماء الانبیاء)

''اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ (صحابی) سے پوچھا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ بچپن ہی میں مر گئے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپؐ کا صاحب زادہ زندہ رہتا، مگر حضورؐ کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے۔''

اس سے ملتی جلتی روایت حضرت انسؓ سے بھی منقول ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



**و لو بقی لکان نبیًا، لکن لم یبق، لان نبیکم آخر الانبیاء ۔**

(تفسیر روح المعانی، جلد ۲۲، صفحہ ۳)

''اگر وہ زندہ رہ جاتے تو نبی ہوتے، مگر وہ زندہ نہ رہے، کیوں کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔''

چہارم یہ کہ اگر بالفرض صحابہ کرام کی یہ تصریحات بھی نہ ہوتیں اور محدثین کے وہ اقوال بھی موجود نہ ہوتے جن میں اُس روایت کو، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حیثیت سے منقول ہوئی ہے، ضعیف اور نا قابلِ اعتبار قرار دیا گیا ہے، تب بھی وہ کسی طرح قابل قبول نہ ہوتی، کیوں کہ یہ بات علم حدیث کے مسلمہ اصولوں میں سے ہے کہ اگر کسی ایک روایت سے کوئی ایسا مضمون نکلتا ہو جو بہ کثرت صحیح احادیث کے خلاف پڑتا ہو تو اسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اب ایک طرف وہ کثیر التعداد، صحیح اور قوی السند احادیث ہیں، جن میں صاف صاف تصریح کی گئی ہے کہ نبی ﷺ کے بعد نبوّت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور دوسری طرف یہ اکیلی روایت ہے جو بابِ نبوت کے کھلے ہونے کا امکان ظاہر کرتی ہے۔ آخر کس طرح جائز ہے کہ اس ایک روایت کے مقابلے میں ان سب روایتوں کو ساقط کر دیا جائے؟

(ترجمان القرآن، نومبر ۱۹۵۴ء)

رسائل ومسائل، سوم

☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ختمِ نبوّت کے خلاف قادیانیوں کی ایک اور دلیل

**سوال:** تفہیم القرآن، سورۂ آلِ عمران... آیت:۸۱ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ...الخ'' کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے حاشیہ نمبر ۶۹ یوں درج کیا ہے:'' یہاں اتنی بات اور سمجھ لینی چاہیے کہ حضرت محمد ﷺ سے پہلے ہر نبی سے یہی عہد لیا جاتا رہا ہے اور اسی بنا پر ہر نبی نے اپنی اُمت کو بعد کے آنے والے نبی کی خبر دی ہے اور اس کا ساتھ دینے کی ہدایت کی ہے، لیکن نہ قرآن میں نہ حدیث میں، کہیں بھی اس امر کا پتا نہیں چلتا کہ حضرت محمد ﷺ سے ایسا عہد لیا گیا ہو، یا آپؐ نے اپنی امت کو کسی بعد کے آنے والے نبی کی خبر دے کر اس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی ہو۔''

اس عبارت کا مطالعہ کرنے کے بعد دل میں یہ بات آئی (بے شک محمد ﷺ نے تو نہیں فرمایا، لیکن خود قرآن مجید میں سورۂ احزاب میں ایک میثاق کا ذکر یوں آتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ...(الاحزاب:۳۳)

یہاں لفظ 'مِنکَ' کے ذریعے نبی ﷺ سے خطاب ہے۔ میثاق وہی ہے جس کا ذکر سورۂ آلِ عمران میں ہو چکا ہے اور ہر دو صورتوں میں، یعنی آلِ عمران اور الاحزاب کی مذکورہ بالا آیات میں، میثاق کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی میثاق، جو دوسرے انبیاء سے لیا گیا تھا، محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی لیا گیا ہے۔ دراصل یہ سوال احمدیوں کی ایک کتاب پڑھنے سے پیدا ہوا ہے، جس میں ان دونوں سورتوں کی محولہ بالا آیات کی تفسیر ایک دوسرے کی مدد سے کی گئی ہے اور لفظ 'منک' پر بڑی بحث درج ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**جواب:** وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ...(الاحزاب:۳۳) سے قادیانی حضرات جو استدلال کرتے ہیں وہ اگر مبنی بر اخلاص ہے تو ان کی جہالت پر دلالت کرتا ہے اور قصداً دھوکا دینے کی نیت سے ہے تو یہ ان کی ضلالت پر دال ہے۔ وہ ایک مضمون تو سورۂ آل عمران کی ایک آیت وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ سے لیتے ہیں جس میں انبیاء اور ان کی اُمتوں سے کسی آنے والے نبی کی پیروی کا عہد لیا گیا ہے اور دوسرا مضمون سورۂ احزاب کی مذکورہ بالا آیت سے لیتے ہیں، جس میں دوسرے انبیاء کے ساتھ نبی ﷺ سے بھی ایک عہد لیے جانے کا ذکر ہے۔ پھر دونوں کو جوڑ کر اس سے یہ تیسرا مضمون خود بنا ڈالتے ہیں کہ نبی ﷺ سے بھی کسی آنے والے نبی پر ایمان لانے اور اس کی تائید و نصرت کا عہد لیا گیا تھا۔ حالاں کہ جس آیت میں آنے والے نبی پر ایمان لانے کے میثاق کا ذکر ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ عہد ہم نے محمد ﷺ سے بھی لیا ہے اور جس آیت میں محمد ﷺ سے ایک عہد لیے جانے کا ذکر ہے اس میں کوئی تصریح اس امر کی نہیں ہے کہ یہ عہد کسی آنے والے نبی کی پیروی کا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ آخر ان دو مختلف مضمونوں کو جوڑ کر ایک تیسرا مضمون، جو قرآن میں کہیں نہ تھا، کس دلیل سے پیدا کر لیا گیا؟

اس کے لیے اگر ہو سکتی تھیں تو تین ہی دلیلیں ہو سکتی تھیں:

یا تو نبی ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد صحابہؓ کو جمع کر کے اعلان فرمایا ہوتا کہ ''لوگو! اللہ نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ میرے بعد جو نبی آئے اس پر میں ایمان لاؤں اور اس کی تائید و نصرت کروں، لہٰذا میرے متبع ہونے کی حیثیت سے تم بھی اس کا عہد کرو''۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حدیث کے پورے ذخیرے میں اس مضمون کا کہیں نام و نشان تک نہیں، بلکہ اُلٹی بہ کثرت روایات ایسی موجود ہیں جن سے یہ مضمون نکلتا ہے کہ حضورؐ پر سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا اور آپؐ کے بعد اب کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسا اہم میثاق لیا گیا ہوتا اور آپ نے اسے یوں نظر انداز کیا ہوتا اور اُلٹی ایسی باتیں فرمائیں ہوتیں جن سے حجت پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سوادِ اعظم خدا کے فرستادہ نبی پر ایمان لانے سے محروم رہ جاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دوسری دلیل اس مضمون کو پیدا کرنے کے لیے یہ ہوسکتی تھی کہ قرآن میں انبیاء اوران کی امتوں سے بس ایک ہی میثاق لیے جانے کا ذکر ہوتا، یعنی یہ کہ بعد کے آنے والے نبی پر ایمان لانا، اس کے سوا کسی اور میثاق کا پورے قرآن میں کہیں ذکر ہی نہ ہوتا۔ اس صورت میں یہ استدلال کیا جاسکتا تھا کہ سورۂ احزاب والی آیتِ میثاق میں بھی لامحالہ یہی میثاق مراد ہوگا ـــــ لیکن اس دلیل کے لیے بھی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ قرآن میں ایک نہیں، بلکہ متعدد میثاقوں کا ذکر آیا ہے مثلاً سورۂ بقرہ (۸۳-۸۵) میں بنی اسرائیل سے اللہ کی بندگی اور والدین سے حُسنِ سلوک اور آپس کی خوں ریزی سے پرہیز وغیرہ کا میثاق لیا جاتا ہے۔ سورۂ آلِ عمران (۱۸۷) میں تمام اہلِ کتاب سے اس بات کا میثاق لیا جاتا ہے کہ خدا کی جو کتاب تمہارے حوالے کی گئی ہے اس کی تعلیمات کو چھپاؤ گے نہیں، بلکہ اس کی عام اشاعت کرو گے۔ سورۂ اعراف (آیت:۱۶۹) میں بنی اسرائیل سے عہد لیا جاتا ہے کہ وہ اللہ کے نام پر حق کے سوا کوئی بات نہ کہیں گے اور اللہ کی دی ہوئی کتاب کو مضبوط ہاتھوں سے تھامیں گے اور اس کی تعلیمات کو یاد رکھیں گے۔ سورۂ مائدہ (آیت:۷) میں محمد عربی ﷺ کے پیروؤں کو ایک میثاق یاد دلایا جاتا ہے جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ ''تم اللہ سے سمع وطاعت کا عہد کر چکے ہو۔'' اب سوال یہ ہے کہ اگر سورۂ احزاب والی آیت میں میثاق کے مضمون کی تصریح کے بغیر مجرد میثاق کا ذکر آیا تھا، تو اس خلا کو ان بہت سے میثاقوں میں سے کسی ایک سے بھرنے کے بجائے بالخصوص سورۂ آلِ عمران (آیت:۸۱) والے میثاق ہی سے کیوں بھرا جائے؟ اس ترجیح کے لیے خود ایک دلیل درکار ہے، جو کہیں موجود نہیں۔ اس کے جواب میں اگر کوئی یہ کہے کہ دونوں جگہ چوں کہ نبیوں سے میثاق لینے کا ذکر ہے اس لیے ایک آیت کی تشریح دوسری آیت سے کر لی گئی، تو میں عرض کروں گا کہ دوسرے جتنے میثاق بھی انبیاء کی امتوں سے لیے گئے ہیں وہ بہ راہِ راست کسی امت سے نہیں لیے گئے بلکہ انبیاء کے واسطے ہی سے لیے گئے ہیں۔ اور آخر قرآن میں بصیرت رکھنے والا کون شخص اس بات سے ناواقف ہے کہ ہر نبی سے کتاب اللہ کو مضبوط تھامنے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے کا عہد لیا گیا ہے؟

تیسری دلیل یہ ہوسکتی تھی کہ سورۂ احزاب کا سیاق وسباق یہ بتارہا ہوتا کہ یہاں میثاق سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مراد آنے والے نبی پر ایمان لانے کا میثاق ہی ہوسکتا ہے، لیکن یہاں معاملہ بالکل ہی برعکس ہے۔ سیاق وسباق تو اُلٹا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہاں یہ معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ سورۂ احزاب شروع ہی اس فقرے سے ہوتی ہے کہ "اے نبی! اللہ سے ڈرو اور کافروں اور منافقوں سے نہ دبو اور جو وحی تمہارا رب بھیجتا ہے اسی کے مطابق عمل کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔" اس کے بعد یہ حکم سُنایا جاتا ہے کہ جاہلیت کے زمانے سے متبنّٰی بنانے کا جو طریقہ چلا آرہا ہے اُس کو اور اُس سے تعلق رکھنے والے تمام اوہام اور رسموں کو توڑ ڈالو۔ اس کے بعد فرمایا جاتا ہے کہ غیر خونی رشتوں میں صرف ایک ہی رشتہ ایسا ہے جو خونی رشتوں سے بھی بڑھ کر حرمت والا ہے اور وہ ہے نبی اور مومنین کا رشتہ، جس کی بنا پر نبیؐ کی بیویاں ان کی ماؤں کی طرح ان پر حرام ہیں، ورنہ باقی تمام معاملات میں رحمی اور خونی رشتے ہی اللہ کی کتاب کی رُو سے حرمت اور استحقاقِ وراثت کے لیے اولیٰ وانسب ہیں۔ یہ احکام بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ میثاق یاد دلاتا ہے جو اُس نے تمام انبیاء سے ہمیشہ لیا ہے اور ان کی طرح آپؐ سے بھی لیا ہے۔ اب ہر معقول آدمی خود ہی دیکھ سکتا ہے کہ اس سلسلۂ کلام میں آخر کس مناسبت سے ایک آنے والے نبی پر ایمان لانے کا میثاق یاد دلایا جاسکتا تھا؟ یہاں تو اگر یاد دلایا جاسکتا تھا تو وہی میثاق یاد دلایا جاسکتا تھا جو خدا کی کتاب کو مضبوط تھامنے اور اس کے احکام کو یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے اور دنیا پر ان کا اظہار کرنے کے لیے تمام انبیاء سے لیا گیا ہے۔ پھر آگے چل کر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف حکم دیتا ہے کہ آپ خود اپنے متبنّٰی زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر کے جاہلیت کے اس وہم کو توڑ دیں جس کی بنا پر لوگ منہ بولے بیٹے کو بالکل صُلبی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اور جب کفار و منافقین اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو علی الترتیب تین جواب دیتا ہے:

۱- اوّل تو محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں کہ اس کی مطلقہ بیوی اُن پر حرام ہوتی۔

۲- اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ وہ اُن کے لیے حلال تھی تو بھی اس سے نکاح کرنا کیا ضرور تھا، تو یہ اس لیے ضروری تھا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، جس کا کام یہی ہے کہ جس چیز کو اللہ مٹانا چاہتا ہے اُسے خود آگے بڑھ کر مٹائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۳- اور مزید برآں ان کو ایسا کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ وہ محض رسول ہی نہیں ہیں، بلکہ خاتم النّبیین ہیں۔ اگر وہ جاہلیت کی ان رسموں کو مٹا کر نہ جائیں گے تو پھر کوئی ایسا نبی آنے والا بھی نہیں ہے جو انہیں مٹائے۔

اس مضمونِ لاحق کو اگر کوئی شخص مضمون سابق کے ساتھ ملا کر پڑھے تو وہ یقین کے ساتھ یہ کہہ دے گا کہ اس سیاق وسباق میں جو میثاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا گیا ہے اس سے مراد اور جو میثاق بھی ہو، بہ ہر حال کسی آنے والے نبی پر ایمان لانے کا میثاق تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔

دیکھ لیجیے، آیت زیرِ بحث سے قادیانیوں کے بیان کردہ معنی لینے کے لیے یہی تین دلیلیں ہوسکتی تھیں اور یہاں اُن میں سے ہر دلیل اُن کے مدّعا کے لیے غیر مفید، بلکہ اُلٹی ان کے مدّعا کے خلاف ہے۔ اب اگر ان کے پاس کوئی چوتھی دلیل ہو تو وہ ان سے دریافت کیجیے اور ان تینوں دلیلوں کے جواب ان سے لیجیے۔ ورنہ یہ ماننے کے سوا چارہ نہیں کہ اس آیت سے جو معنی انہوں نے نکالے ہیں وہ یا تو جہالت کی بنا پر نکالے ہیں، یا پھر خدا سے بے خوف ہو کر خلق خدا کو گم راہ کرنے کے لیے نکالے ہیں۔ بہ ہر حال ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اگر مرزا صاحب نبی تھے تو آخر کیا معاملہ ہے کہ ابھی ان کے صحابہ کا دور بھی ختم نہیں ہوا ہے اور ان کی ساری امت اس وقت تابعین اور تبع تابعین پر مشتمل ہے، پھر بھی حال یہ ہے کہ کتاب اللہ سے ان کی امت میں علی الاعلان ایسے غلط استدلال کیے جاتے ہیں اور پوری امت میں ایک آواز بھی اس جہالت یا ناخداترسی کے خلاف بلند نہیں ہوتی۔

ترجمان القرآن۔ رمضان، شوال، ۱۳۷۱ھ/ جون، جولائی ۱۹۵۲ء

رسائل ومسائل، دوم

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# قادیانیوں کی غلط تاویلات

**سوال :** قادیانی مبلّغ اپنا انتہائی زور اجرائے نبوت کے ثبوت پر صرف کرتے ہیں۔اس سلسلہ میں وہ مندرجہ ذیل دو آیتیں خصوصی طور پر پیش کرتے ہیں اور اُنہی پر اپنے دعوے کی بنیاد رکھتے ہیں:

۱- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء:۶۹)

"اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے،یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین، کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔"

اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اِن آیات میں بالترتیب چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے: انبیاء، صدیقین،شہداء اور صالحین۔اُن کی دانست میں ان میں سے تین درجے یعنی صدیقین، شہداء اور صالحین تو امت محمدؐیہ کو مل چکے ہیں، لیکن چوتھا درجہ نبی ہونا باقی تھا اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ملا ہے۔ان کا کہنا یہ ہے کہ اگر 'معیت' کا مطلب یہ ہے کہ اُمت محمدیہؐ کے لوگ قیامت کے دن صرف مذکورہ گروہ کی رفاقت میں ہوں گے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کوئی صالح اور شہید وصدیق ہے ہی نہیں......اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر جب آیت میں چار مراتب (گروہوں) کا ذکر کیا گیا ہے تو پھر گروہ انبیاء کے اُمت میں موجود ہونے کو کس دلیل کی بناء پر مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔

۲- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(الاعراف:۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



"اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھیں، پس جو ڈرا اور اصلاح کر لی اُن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

اس آیت سے وہ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب تمام نوع انسانی سے ہے اور نزول کے لحاظ سے یہ آیت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی ہے۔ اُن کا کہنا یہ ہے کہ اگر اجرائے نبوت مقصود نہ ہوتا تو پھر نبی ﷺ پر یہ آیت کیوں نازل ہوتی؟ نیز یہ کہ اس میں مضارع کا صیغہ مع نون ثقیلہ (یَاْتِیَنَّکُمْ) استعمال کیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ "بالضرور تمہارے پاس میرے نبی آئیں گے۔" اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرمؐ کی فرماں برداری میں نبی آ سکتا ہے۔

آپ سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ پر اپنے رسالے میں مدلل بحث فرمائیں، تاکہ یہ افادۂ عام کا موجب ہو۔

**جواب:** جب کسی مسئلہ کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول نے بالکل صاف اور صریح نصوص میں کر دیا ہو تو پھر اُسی مسئلے میں اُن نصوص کو چھوڑ کر دوسری آیات واحادیث سے، جو دراصل اُس خاص مسئلے کا فیصلہ کرنے کے لیے وارد نہیں ہوئی ہیں، اپنے مطلب کے معنی نکالنا اور نصوص قطعیہ کے بالکل خلاف عقیدہ یا عمل اختیار کر لینا درحقیقت انتہائی گمراہی، بلکہ خدا اور رسول کے خلاف بدترین بغاوت ہے۔ جو شخص علانیہ اللہ اور اس کے فرمان کے خلاف کوئی مسلک اختیار کرتا ہے، وہ تو کم تر درجے کی بغاوت کرتا ہے، مگر یہ بہت زیادہ بڑے درجے کی بغاوت ہے کہ آدمی اللہ اور رسول ہی کے ارشادات کو توڑ مروڑ کر استعمال کرنے لگے۔ یہ کام جو لوگ کرتے ہیں ان کے متعلق ہم کسی طرح بھی یہ فرض نہیں کر سکتے کہ وہ سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول کو مانتے ہیں۔

یہ سوال کہ سیدنا محمد ﷺ آخری نبی ہیں یا نہیں؟ اور آپ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لیے ہم آیت وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ اور آیت یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اور ایسی ہی دوسری آیتوں کی طرف صرف اسی صورت میں رجوع کر سکتے تھے جب کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے خاص طور پر اس سوال کا جواب کسی خاص نص میں نہ دے دیا ہوتا، مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت خاتم النّبیین میں اور نبی ﷺ کی طرف سے بہ کثرت احادیث صحیحہ میں ہم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خاص طور پر اس سوال کا واضح جواب مل چکا ہے تو آیت وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ اور یٰبَنِیۤ اٰدَمَ اور ایسی ہی دوسری آیات کی طرف رجوع کرنا اور پھر اُن سے نصوص قطعیہ صریحہ کے خلاف مطالب نکالنا صرف اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو خدا سے بالکل بے خوف ہو چکا ہو اور جسے یہ بھی یقین نہ ہو کہ کبھی مرکر خدا کے سامنے جواب دہی بھی کرنی ہوگی۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے تعزیرات پاکستان کی ایک خاص دفعہ میں ایک فعل کو بہ الفاظ صریح جرم قرار دیا گیا ہو اور کوئی شخص اس دفعہ کو چھوڑ کر قانون کی دوسری غیر متعلق دفعات کا جائزہ اس غرض کے لیے لیتا پھرے کہ کہیں سے کوئی اشارہ اور کہیں سے کوئی نکتہ نکال کر اور پھر انہیں جوڑ جاڑ کر اُسی فعل کو جائز ثابت کر دے جسے قانون کی ایک صریح دفعہ جرم قرار دے رہی ہے۔ اس طرح کا استدلال اگر دنیا کی پولس اور عدالت کے سامنے نہیں چل سکتا تو آخر یہ خدا کے ہاں کیسے چل جائے گا؟

پھر جن آیات سے یہ لوگ استدلال کرتے ہیں، بجائے خود اُن کو پڑھ کر دیکھا جائے تو آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ ان میں سے وہ مضمون آخر کہاں نکلتا ہے جو یہ لوگ زبردستی ان سے نچوڑنا چاہتے ہیں:

پہلی آیت جو آپ نے نقل کی ہے اس میں جو بات فرمائی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کے ساتھ ہوں گے۔ اس سے یہ مضمون کیسے نکل آیا کہ جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ یا تو نبی ہو جائیں گے یا صدیق یا شہید یا صالح۔ پھر ذرا سورۂ حدید کی آیت ۱۹ ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں ارشاد ہوا ہے:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖ وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔''

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ایمان کے نتیجے میں جو دولت کسی کو مل سکتی ہے وہ صرف صدیق اور شہید ہو جانے کی ہے۔ رہے انبیاء تو اُن کی معیت نصیب ہو جانا ہی اہل ایمان کے لیے کافی ہے، کسی عمل کے انعام میں کسی شخص کا نبی ہو جانا ممکن نہیں ہے۔ اسی بنا پر سورۂ نساء کی آیت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فرمایا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے انبیاء وصدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوں گے اور سورۂ حدید کی آیت میں فرمایا کہ اللہ اور رسول پر ایمان لانے والے خود صدیق اور شہداء بن جائیں گے۔

دوسری آیت ایک سلسلۂ بیان سے تعلق رکھتی ہے، جو سورۂ اعراف میں آیت ۱۱ سے ۳۶ تک مسلسل چل رہا ہے۔ اس سیاق وسباق میں رکھ کر اسے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ بنی آدم سے یہ خطاب آغازِ تخلیقِ انسانی میں کیا گیا تھا اور یہ مضمون قرآن مجید میں صرف اسی مقام پر بیان نہیں ہوا ہے، بلکہ سورۂ بقرہ آیت ۳۸، ۳۹ میں بھی قریب قریب اسی طرز پر آیا ہے۔ اس کو پڑھ کر یہ مطلب کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ ان آیات میں محمد ﷺ کے بعد انبیاء کے آنے کا ذکر ہے۔ اس میں تو اس وقت کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے جب حضرت آدم اور اُن کی بیوی کو جنت سے نکال کر زمین پر لایا گیا تھا۔

(ترجمان القرآن، مئی ۱۹۶۲ء)

رسائل ومسائل، سوم

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# کسی کے دعویٰ نبوت کو جانچنے کے غلط پیمانے

**سوال :** اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ یہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے، تاہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور قادیانی جماعت کی بعض باتیں مجھے اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب کا چہرہ میری نظر میں معصوم اور بچوں جیسا دکھائی دیتا ہے، ان کی پیشین گوئیاں بھی سوائے نکاح آسمانی اور اسی طرح کی چند ایک خبروں کے بڑی حد تک پوری ہوئیں۔ ان کی جماعت بھی روز بروز ترقی پر ہے اور اس میں اپنے مزعومات کے لیے بڑا جوش اور ایثار پایا جاتا ہے۔

یہ ساری چیزیں خلجان میں ڈالتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے اطمینان قلب کی خاطر اس مسئلے کی ایسی وضاحت کر دیں جس سے تردّد اور پریشانی رفع ہو جائے اور حق و باطل کے مابین واضح امتیاز قائم ہو جائے۔

**جواب :** آپ نے مرزا غلام احمد صاحب کے معاملہ میں خلجان کے جو وجوہ بیان کیے ہیں اُن کو درحقیقت کوئی بنیادی اہمیت حاصل نہیں ہے اور نہ ایک مدعی نبوت کا دعویٰ ان بنیادوں پر کبھی جانچا جا سکتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر اس سے بھی زیادہ قوی وجوہ ان کے دعوے کو قابل غور سمجھنے کے لیے موجود ہوتے تب بھی وہ التفات کا مستحق نہ تھا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث، دونوں کی رُو سے نبوت کا معاملہ دین میں اساسی حیثیت رکھتا ہے، یعنی اس پر آدمی کے کفر و ایمان کا مدار اور آخرت میں اس کی فلاح و خسران کا انحصار ہے۔ اگر آدمی ایک سچے نبی کو نہ مانے تو کافر اور جھوٹے نبی کو مان لے تو کافر۔ اس طرح کی اہمیت اور نزاکت رکھنے والے کسی معاملے کو بھی اللہ اور اس کے رسول نے مبہم، پیچیدہ، مشکوک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہیں رکھا ہے، بلکہ صاف اور واضح طریقہ سے رہ نمائی دی ہے، تاکہ انسان کا دین و ایمان خطرے میں نہ پڑے اور اس کے گم راہ ہونے کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول پر نہ عائد ہو۔ اب دیکھیے، محمد ﷺ سے پہلے کبھی کسی نبی کے زمانے میں یہ نہیں کہا گیا کہ نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اور اب کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ تھے کہ انبیاء کی آمد کا دروازہ اس وقت کھلا ہوا تھا۔ کوئی شخص اس بنیاد پر کسی مدعی نبوّت کا انکار کر دینے میں حق بہ جانب نہ تھا کہ اب کسی نبی کے آنے کا امکان نہیں ہے۔ پھر اُس زمانے میں انبیاء علیہم السلام اپنے بعد آنے والے نبیوں کی آمد کے لیے پیش گوئی بھی کرتے رہتے تھے اور اپنے پیرووں سے عہد لیتے تھے کہ بعد میں جو نبی آئیں اُن کی بھی وہ پیروی کریں گے۔ یہ چیز اور بھی اس بات کو موکد کر دیتی تھی کہ جو شخص نبی کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرے اسے بلا تأمل رد نہ کر دیا جائے، بلکہ اس کی دعوت اور شخصیت اور اُس کے کام اور احوال کو بہ نظرِ غائر دیکھ کر جاننے کی کوشش کی جائے کہ آیا وہ واقعی نبی ہے یا جھوٹا مدعیِ نبوت ہے؟ لیکن محمد ﷺ کی آمد کے بعد یہ معاملہ بالکل اُلٹ ہو گیا۔ اب صرف یہی نہیں کہ آں حضرتؐ نے کسی نبی کی آمد کی پیش گوئی نہیں کی اور نہ اپنی امت سے اس کے اتباع کا عہد لیا، بلکہ اس کے برعکس قرآن میں اعلان کیا گیا کہ آں حضورؐ خاتم النّبیین ہیں، اور آں حضورؐ سے ایک دو نہیں، بلکہ متعدد حدیثیں نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بہ کثرت مستند و معتبر واسطوں سے امت کو ملیں کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہے، اب کوئی نبی آنے والا نہیں، اب جو مدعیِ نبوت اٹھیں گے وہ دجال ہوں گے۔

سوال یہ ہے کہ کیا اب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نگاہ میں لوگوں کے کفر و ایمان کا معاملہ نازک اور اہم نہیں رہا؟ کیا حضور سے پہلے ہی کے مومنین اس کے مستحق تھے کہ اُنہیں کفر کے خطرے میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول واضح طور پر بابِ نبوت کے مفتوح ہونے اور انبیاء کی آمد کے متعلق خبریں دینے کا اہتمام فرماتے رہے، مگر اب ہمیں انہوں نے جان بوجھ کر اس خطرے میں مبتلا کیا ہے کہ ایک طرف تو نبی کے آنے کا امکان بھی ہو، جس کے ماننے یا نہ ماننے پر ہمارے کافر یا مومن ہونے کا انحصار ہے اور دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول نے صرف اتنے پر ہی اکتفا نہ کیا ہو کہ ہمیں اس کی آمد سے آگاہ نہ کیا، بلکہ اس سے گزر کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پے درپے وہ ایسی باتیں ارشاد کرتے چلے گئے جن کی بنا پر ہم بابِ نبوت کو بند سمجھیں اور مدعیِ نبوت کو ماننے سے انکار کردیں؟ کیا آپ کی عقل میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ اور اس کے نبی محمد ﷺ واقعی ہم سے ایسی دھوکہ بازی کرسکتے ہیں؟

خاتم النبیین کے معنی کی قادیانی جو تاویل بھی چاہیں کرتے رہیں، مگر کم ازکم ایک بات سے تو کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ اس کے معنیٰ 'سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے' کے بھی ہوسکتے ہیں اور امت کے ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نوسو ننانوے فی کروڑ علماء اور عوام اس کے یہی معنی لیتے رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ نبوت جیسے نازک معاملے میں، جس پر مسلمانوں کے کفر وایمان کا مدار ہے، کیا اللہ میاں کو ایسی ہی زبان استعمال کرنی چاہیے تھی جس سے چند قادیانیوں کے سوا ساری امت یہی سمجھے کہ اب کوئی نبی آنے والا نہیں ہے؟ اور نبی ﷺ کے اپنے ارشادات تو کسی تاویل کی گنجائش بھی نہیں چھوڑتے۔ ان میں تو صاف صاف مختلف طریقوں سے اس بات کو کھول کر ہی کہہ دیا گیا ہے[1] کیا اللہ کے رسول کو ہم سے ایسی ہی دشمنی تھی کہ نبی تو آپ کے بعد آنے والا ہو اور آپ ہمیں اُلٹی یہ ہدایت دے جائیں کہ ہم اسے نہ مانیں اور کافر ہو کر جہنم میں جائیں؟

ان امور پر اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو اطمینان ہو جائے گا کہ فی الواقع نبوت کا دروازہ بند ہے اور اب کسی نبی کے آنے کا امکان نہیں ہے۔ اس صورت میں کوئی شخص چاہے کیسی ہی بھولی بھالی دل موہنے والی صورت رکھتا ہو اور خواہ اس کی پیشین گوئیاں سوفی صدی درست ہوں اور خواہ اس کے کارنامے کیسے ہی ہوں، ہم اُس کے دعوائے نبوت کو قابلِ غور بھی نہیں سمجھتے۔ کیوں کہ یہ چیزیں غور طلب اسی صورت میں ہوسکتی تھیں جب کہ نبی کی آمد کا امکان ہوتا۔ ہم تو پورے اطمینان کے ساتھ ہر مدعیِ نبوت کے دعوے کو سنتے ہی اس کی تکذیب کریں گے اور اس کے دلائل نبوت پر سرے سے کوئی توجہ نہ دیں گے۔ یہ اگر کفر بھی ہو تو ہم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ کیوں کہ ہمارے پاس قیامت کے روز اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے قرآن اور ارشاداتِ رسولؐ موجود ہیں۔

(ترجمان القرآن، دسمبر ۱۹۵۹ء) رسائل ومسائل سوم

---

(۱) مثال کے طور پر اس ارشاد ہی کو لے لیجیے جس میں سلسلۂ نبوت کو ایک قصر سے تشبیہ دی گئی ہے، ہر نبی کو عمارت کی ایک اینٹ قرار دیا گیا ہے اور آخر میں فرمایا گیا ہے کہ اس عمارت میں اب صرف ایک اینٹ کی گنجائش تھی اور وہ "آخری اینٹ میں ہوں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# کیا جماعتِ احمدیہ کو مرزائی یا قادیانی کہنا تنابز بالالقاب ہے؟

**سوال:** آپ کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ اقامت دین کے لیے کھڑی ہوئی ہے، مگر مجھے افسوس ہے کہ آپ اور آپ کی جماعت ہمیشہ جماعتِ احمدیہ کو 'مرزائی جماعت' یا 'قادیانی جماعت' کے نام سے موسوم کرتی ہے، حالاں کہ یہ امر دیانت کے بالکل خلاف ہے کہ کسی کو ایسا نام دیا جائے جو اس نے اپنے لیے نہیں رکھا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی جماعت کا نام 'جماعتِ احمدیہ' رکھا ہے اور ان کی جماعت کے افراد بھی اپنے آپ کو 'احمدی' کہتے ہیں، مگر ان کے مخالفین تعصب کی وجہ سے انہیں 'مرزائی' یا 'قادیانی' پکارتے ہیں۔ کیا دینِ اسلام میں یہ جائز ہے؟ اگر یہ جائز ہے تو کیا آپ یہ پسند فرمائیں گے کہ آپ کی جماعت کے افراد کو 'مودودیے' کہا جائے۔ اگر آپ یہ پسند نہیں فرماتے تو پھر آپ اور آپ کی جماعت دوسروں کے لیے ایسا کیوں پسند کرتی ہیں؟

واضح رہے کہ آپ نے ترجمان القرآن جلد ۳۵، عدد ۵، ۶، جلد ۳۶، عدد ۱ کے صفحہ ۱۴۹ پر تحریر فرمایا ہے:

> ''میں اپنی حد تک یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کبھی اپنی غلطی تسلیم کرنے میں نہ تامل ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا، بشرطے کہ میری غلطی دلائل سے ثابت کی جائے، نہ کہ سب وشتم سے۔''

**جواب:** کسی جماعت کو اس کے معروف نام سے یاد کرنا، جب کہ فی الواقع اس میں توہین کا بھی کوئی پہلو نہ ہو، ناجائز نہیں ہے۔ احمدی حضرات نے اپنا نام 'احمدی' پسند کیا ہے، یعنی وہ اپنے آپ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کو بانیِ سلسلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ عرفِ عام میں ان کا نام 'قادیانی' رائج ہو چکا ہے(۱) یعنی عوام الناس ان کو بانیِ سلسلہ کے وطن کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں تذلیل وتحقیر کا کون سا پہلو ہے اور یہ خلافِ دیانت کیوں ہے؟ اگر یہ خلافِ دیانت ہے تو وہ سارے ہی عرف ناجائز اور خلافِ دیانت قرار پائیں گے جو لوگوں میں رائج ہیں۔

جماعتِ اسلامی کے افراد کو 'مودودیے' کہنے پر ہمیں اس لیے اعتراض ہے کہ ہم اپنے مسلک اور نظام کو کسی شخص خاص کی طرف منسوب کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ 'مودودی' تو درکنار ہم تو اس مسلک کو 'محمدی' کہنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ یہ تو 'اسلام' ہے جس کے موجد ہونے کا شرف کسی انسان کو حاصل نہیں، اس لیے اسے کسی انسان کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ ہمیں 'نوحیے' یا 'ابراہیمے' کہیں گے تب بھی ہمیں وہی اعتراض ہوگا جو 'مودودیے' کہنے پر ہے۔ بہ خلاف اس کے مرزا صاحب اور ان کے متبعین نے اپنے مسلک و جماعت کو خود ہی ایک شخص خاص کی طرف منسوب کیا ہے اور عوام نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اس شخص کے بجائے اس کے وطن کی طرف انہیں منسوب کر دیا۔ یہ کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ سلسلۂ چشتیہ بھی بانیِ سلسلہ کے بجائے ان کے وطن کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہوا ہے۔ یہی معاملہ سلسلۂ سہروردیہ، سنوسیہ، شطاریہ وغیرہ کے ساتھ بھی ہو چکا ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں اس سلسلوں کی توہین کا کوئی پہلو ہے۔ رہا لفظ 'مرزائی' تو البتہ اسے میں پسند نہیں کرتا اور میں نے خود کبھی اسے استعمال نہیں کیا۔ الآ یہ کہ کسی نے اپنے سوال میں یہ لفظ استعمال کیا ہو اور میں نے اس کا جواب دیتے ہوئے حکایتاً اسے استعمال کر لیا ہو۔

(رسائل ومسائل، دوم)

☆☆☆

---

(۱) جہاں تک ہمیں معلوم ہے، اس نام کے رواج پانے کی وجہ یہ ہے کہ جب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی خلافت کے آغاز میں احمدی جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے تو قادیان والی جماعت 'قادیانی' کے نام سے اور لاہور والی جماعت 'لاہوری' کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس وقت کسی کے ذہن میں بھی ان میں سے کسی جماعت کو برا نام دینے کا خیال نہ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا جواز

**سوال :** قرآن کہتا ہے: ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔'' (البقرہ آیت:۲۵۶) پھر کیا ایران میں بہائیوں کا استیصال اس آیت کے خلاف نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو کیوں؟ کیا پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف ہنگامے اس آیت کے خلاف نہ تھے؟ اگر نہ تھے تو کیوں؟

**جواب:** ایران میں بہائیوں کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس کے متعلق میرے پاس پوری معلومات نہیں ہیں، اس لیے میں اس پر کوئی اظہار رائے نہیں کرسکتا، لیکن پاکستان میں قادیانیوں کے معاملے پر آپ کا سوال سخت غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ یہاں کسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ قادیانیوں کو ملک سے نکال دیا جائے، یا مٹا دیا جائے، یا زبردستی قادیانیت چھوڑنے پر مجبور کیا جائے، یا حقوق شہریت سے محروم کر دیا جائے۔ مطالبہ صرف یہ تھا اور ہے کہ جب وہ بنیادی عقیدے اور مذہبی اعمال اور معاشرتی نظام میں مسلمانوں سے خود الگ ہو چکے ہیں تو اس علیٰحدگی کو آئینی طور پر تسلیم کر لیا جائے اور انہیں بغیر کسی معقول وجہ کے مسلم سوسائٹی کا ایک حصہ نہ قرار دیا جائے۔ آپ خود غور کیجیے کہ یہ مطالبہ آخر کس منطق کی رُو سے قرآن مجید کی زیر بحث آیت کے خلاف پڑتا ہے؟ کیا دین میں جبر نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس گروہ کو تمام مسلمان دین سے خارج سمجھتے ہیں، اور جو خود بھی تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اُن سے عملاً الگ ہو چکا ہے، اسے دین میں داخل تسلیم کرنے پر مسلمانوں کو مجبور کرنا چاہیے؟ رہے وہ فسادات جو مارچ ۵۳ء میں ہوئے تھے، تو یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے کہ وہ قادیانیوں کے خلاف تھے۔ ان کو قادیانیوں کے خلاف ہنگاموں (Anti-Qadiani Disturbances) کا نام بالکل غلط دیا گیا ہے، جس سے ناواقف حال لوگوں کو خواہ مخواہ یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ یہاں کے عام مسلمان شاید قادیانیوں کو قتل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وغارت کرنے پر تل گئے ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ فسادات حکومت اور عوام کے درمیان اس کش مکش کی وجہ سے برپا ہوئے تھے کہ ایک طرف عوام قادیانیوں کے بارے میں مذکورہ بالا مطالبہ تسلیم کرانے کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہتے تھے اور دوسری طرف حکومت ان کے اس ایجی ٹیشن کو طاقت سے دبا دینا چاہتی ہے۔ پس تصادم دراصل حکومت اور عوام کے درمیان ہوا تھا نہ کہ قادیانیوں اور عوام کے درمیان۔ قادیانیوں کی جان و مال پر عوام نے صرف اُس وقت حملہ کیا جب اُنہیں یقین ہو گیا (اور اس یقین کے لیے اچھے خاصے وزنی وجوہ تھے) کہ فسادات کے دوران میں پولس اور فوج کی وردیاں پہن کر بعض قادیانی مسلمانوں کو قتل کرتے پھر رہے تھے۔

(ملاحظہ ہو تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ ۱۵۶)

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

# مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی

# چند اہم تصانیف

۱- الجہاد فی الاسلام
۲- دینیات
۳- خطبات (پانچ حصے)
۴- پردہ
۵- سود
۶- تفہیم القرآن (چھ جلدیں)
۷- سیرت سرورِ عالم (تین جلدیں)
۸- تفہیمات (چار جلدوں میں)
۹- تنقیحات
۱۰- اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی
۱۱- اسلامی عبادات پر ایک تحقیقی نظر
۱۲- اسلامی نظامِ زندگی اور اس کے بنیادی تصورات
۱۳- تجدید واحیائے دین
۱۴- تحریک اور کارکن
۱۵- ترجمۂ قرآن مجید مع مختصر حواشی
۱۶- تعلیمات
۱۷- تفہیم الاحادیث (آٹھ حصے)
۱۸- تلخیص تفہیم القرآن (دو حصے)
۱۹- تمثیلاتِ قرآنی
۲۰- حقوق الزوجین
۲۱- اسلام اور جاہلیت
۲۲- اسلام اور جدید معاشی نظریات
۲۳- اسلام اور ضبطِ ولادت
۲۴- اسلام کا نظامِ حیات
۲۵- اسلامی سیاست
۲۶- بناؤ اور بگاڑ
۲۷- تحریک اسلامی کامیابی کے شرائط
۲۸- تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں
۲۹- ختم نبوت
۳۰- خلافت وملوکیت
۳۱- دین حق
۳۲- رسائل ومسائل (پانچ حصے)
۳۳- سنت کی آئینی حیثیت
۳۴- سیرت کا پیغام
۳۵- قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں
۳۶- کارکنانِ تحریک اسلامی کے لیے اہم ہدایتیں
۳۷- مرتد کی سزا اسلامی قانون میں
۳۸- مسئلہ قومیت
۳۹- معاشیاتِ اسلام
۴۰- یہودیت اور نصرانیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

**مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰۳-۱۹۷۹)** بیسوی صدی عیسوی کے عظیم المرتبت اسلامی اسکالر، رفیع الشان مصنف، انقلابی مفکر اور صاحب عزم وثبات قائد و رہ نما تھے۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی اعلاے کلمۃ الحق اور اسلام کے غلبہ وقیام کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ایک تحریک ـــــ جماعت اسلامی ـــــ کی بنا ڈالی، جو ۱۹۴۱ سے پوری یک سوئی اور تن دہی کے ساتھ اپنے نصب العین کے حصول کے لیے ساعی وکوشاں ہے۔ متعدد بار جیل گئے، ۱۹۵۳ میں ختم نبوت سے متعلق ایک مضمون لکھنے کی پاداش میں پھانسی کی سزا بھی تجویز ہوئی، لیکن کبھی ان کے پاے استقامت میں لغزش نہ آئی۔

مولانا مودودیؒ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ (۳ رجب المرجب ۱۳۲۱ ہجری) کو اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم سید احمد حسن مودودیؒ ایک محتاط وکیل اور ذاکر وشاغل بزرگ تھے، مولانا شاہ محی الدینؒ سے انھیں شرف بیعت حاصل تھا، والدہ محترمہ رقیہ خاتونؒ بھی ایک دین دار وخدا ترس خاتون اور اس عہد کے نام ور شاعر مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی (تلمیذ غالب) کی بیٹی تھیں۔ مولانا نے قاعدہ بغدادی سے لے کر قرآن ناظرہ، اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی۔ عربی زبان کی صرف ونحو اور فقہ وحدیث کی بعض کتابیں بھی گھر پر ہی مختلف اساتذہ سے پڑھیں۔ انگریزی ایک نومسلم انگریز سے سیکھی۔ گھر پر مناسب تعلیم حاصل کر لینے کے بعد اورنگ آباد کے مدرسہ فوقانیہ میں داخلہ لیا۔ ۱۳ رسال کی عمر میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ حدیث میں صحاح اور فقہ ومعقولات کی کتابیں دہلی میں مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلویؒ، مولانا شریف اللہ خاںؒ اور علامہ عبدالسلام نیازیؒ سے پڑھیں۔

مولانا نے ۱۰۰ سے زائد کتابیں لکھیں، جن میں تفہیم القرآن، تفہیم الاحادیث، سنت کی آئینی حیثیت، خطبات، دینیات، تفہیمات، رسائل ومسائل، خلافت وملوکیت، سود، اور حقوق الزوجین ان کی اہم تصانیف سمجھی جاتی ہیں۔ دنیا کی کم وبیش چالیس زبانوں میں ان کے ترجمے ہو چکے ہیں۔

₹ 72.00

PN-1378